38

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

25 ستمبر تا یکم اکتوبر 2012ء/ 8 تا 14 ذوالقعدہ 1433ھ

اس شمارے میں

ہم مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں!

راہِ حق کی آزمائشیں

عشق تمام مصطفیٰؐ عقل تمام بولہب

جب قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے

اسلام، قرآن اور نبی آخرالزماں ﷺ کی بے حرمتی۔ آخر کیوں؟

حضرت سیدنا بلال ؓ

اُمہات المومنین ؓ کے فضائل

عصری تعلیمی ادارے اور قرآن کی تعلیم

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں......

ہدایت وضلالت میں اللہ کی سنت

اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی طرف آنے کی جدوجہد کریں وہ انہیں اپنی راہیں سجھاتا ہے۔ ہدایت کے طالب کو رہنمائی ملتی ہے۔ دروازہ کھٹکھٹانے والوں کے لیے کھولا جاتا ہے۔ ارشادِ حق ہے:

”اور جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے ہم انہیں ضرور اپنی راہ دکھائیں گے۔“ (العنکبوت:69)

ایک اور جگہ فرمایا ہے:

”اور نفس اور اس کی درستگی کی قسم، اللہ نے اس کو فجور اور تقویٰ کی راہیں الہام کی ہیں۔ جس نے نفس کو پاک کیا وہ فلاح پا گیا۔ اور جس نے اُسے آلودہ کیا وہ ناکام ہو گیا۔“ (الشمس:7 تا 10)

سو ان لوگوں نے ہدایت تک پہنچنے کی کوشش نہ کی۔ نفس کو پاک نہ کیا کہ فلاح پائیں۔ بلکہ اس کو آلودہ کر دیا۔ اور ناکام ہو گئے۔ انہوں نے حق کے استقبال کے لیے قبولیت کی شرطوں کو پورا نہ کیا۔ فطرت کو زنگ آلود کر ڈالا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ سزا دی کہ ان میں اور ہدایت میں حجاب ڈال دیا۔ جو کچھ ہوا ان کی نیت اور فعل کا نتیجہ تھا۔ ہر چیز اللہ کے حکم سے ہوتی ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ ہدایت کے لیے مجاہدہ کرنے والوں کو ہدایت ملے، پاک ہونے والا فلاح پائے۔ انہوں نے نہ مجاہدہ کیا نہ پاک ہوئے۔ لہٰذا ان کے لیے اللہ کی قضاء یہ ہے کہ ان کے دلوں پر غلاف اور کانوں پر بوجھ ڈال دیئے۔ پس اللہ کا فیصلہ برحق تھا۔ اس میں کوئی ظلم وتعدی نہ تھی۔ بعض کفار نے قضاء وقدر کا بہانہ بنا کر اپنے کفر وشرک کا جواز پیدا کرنا چاہا تھا۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا کہ قصور میرا نہیں تمہارا ہے۔ میں نے رسول بھیجے، کتابیں نازل کیں، انسان میں قبولِ حق کی استعداد رکھی۔ جب کوئی اس سے منہ پھیرے اور تکبر وبغاوت کے لیے کھڑا ہو جائے۔ تو پھر اس کے لیے فیصلہ یہی ہے کہ تو جدھر جانا چاہتا ہے اُدھر ہی کو جا۔ اب تو واپس نہ آئے گا۔

تفسیر فی ظلال القرآن

سید قطب شہیدؒ

سورۃ یوسف

(آیات 23'24)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

وَرَاوَدَتۡهُ الَّتِیۡ هُوَ فِیۡ بَیۡتِهَا عَنۡ نَّفۡسِهٖ وَغَلَّقَتِ الۡاَبۡوَابَ وَقَالَتۡ هَیۡتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیۡۤ اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّاٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ ؕ کَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡٓءَ وَالۡفَحۡشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۲۴﴾

آیت ۲۳ وَرَاوَدَتۡهُ الَّتِیۡ هُوَ فِیۡ بَیۡتِهَا عَنۡ نَّفۡسِهٖ ''اور آپؑ کو پھسلانے کی کوشش کی اس عورت نے جس کے گھر میں آپؑ تھے''

یعنی عزیز مصر کی بیوی آپؑ پر فریفتہ ہوگئی۔ قرآن میں اس کا نام مذکور نہیں' البتہ تورات میں اس کا نام زلیخا بتایا گیا ہے۔

وَغَلَّقَتِ الۡاَبۡوَابَ وَقَالَتۡ هَیۡتَ لَكَ ؕ ''اور (ایک موقع پر) اس نے دروازے بند کر لیے اور بولی جلدی سے آ جاؤ!''

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیۡۤ اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ ؕ ''آپؑ نے فرمایا: میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں' وہ میرا رب ہے' اُس نے مجھے اچھا ٹھکانہ دیا ہے۔''

یہاں پر ''ربّ'' کے دونوں معنی لیے جا سکتے ہیں اللہ بھی اور آقا بھی۔ چنانچہ اس فقرے کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ وہ اللہ میرا رب ہے اور اس نے میرے لیے بہت اچھے ٹھکانے کا انتظام کیا ہے' میں اس کی نافرمانی کا کیسے سوچ سکتا ہوں! دوسرے معنی میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کا خاوند میرا آقا ہے' وہ میرا محسن اور مربی بھی ہے' اس نے مجھے اپنے گھر میں بہت عزت و اکرام سے رکھا ہے' اور میں اس کی خیانت کر کے اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاؤں' یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا! یہ دوسرا مفہوم اس لیے بھی زیادہ مناسب ہے کہ ''رب'' کا لفظ اس سورت میں آقا اور بادشاہ کے لیے متعدد بار استعمال ہوا ہے۔

اِنَّهٗ لَا یُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۳﴾ ''بے شک ظالم لوگ فلاح نہیں پایا کرتے۔''

آیت ۲۴ وَلَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّاٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ ؕ ''اور اُس عورت نے ارادہ کیا آپؑ کا' اور آپؑ بھی ارادہ کر لیتے اس کا اگر نہ دیکھ لیتے اپنے رب کی ایک دلیل۔''

حضرت یوسف علیہ السلام جوان تھے اور ممکن تھا طبع بشری کی بنیاد پر آپؑ کے دل میں بھی کوئی ایسا خیال جنم لیتا' مگر اللہ نے اس نازک موقع پر آپؑ کی خصوصی مدد فرمائی اور اپنی خصوصی نشانی دکھا کر آپؑ کو کسی منفی خیال سے محفوظ رکھا۔ یہ نشانی کیا تھی' اس کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں' البتہ تورات میں اس کی وضاحت یوں بیان کی گئی ہے کہ عین اس موقع پر حضرت یعقوب علیہ السلام کی شکل دیوار پر ظاہر ہوئی اور آپؑ نے انگلی کا اشارہ کر کے حضرت یوسفؑ کو باز رہنے کے لیے کہا۔

کَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡٓءَ وَالۡفَحۡشَآءَ ؕ ''یہ اس لیے کہ ہم پھیر دیں اس سے برائی اور بے حیائی کو۔''

یعنی ہم نے اپنی نشانی دکھا کر حضرت یوسفؑ سے برائی اور بے حیائی کا رخ پھیر دیا اور یوں آپؑ کی عصمت و عفت کی حفاظت کا خصوصی اہتمام کیا۔

اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۲۴﴾ ''یقیناً وہ ہمارے چُنے ہوئے بندوں میں سے تھے۔''

واضح رہے کہ یہاں لفظ مُخلَص (لام کی زبر کے ساتھ) آیا ہے۔ مُخلِص اور مُخلَص کے فرق کو سمجھ لیجیے۔ مُخلِص اسم الفاعل ہے یعنی خلوص و اخلاص سے کام کرنے والا اور مُخلَص وہ شخص ہے جس کو خالص کر لیا گیا ہو۔ اللہ کے مخلَص وہ ہیں جن کو اللہ نے اپنے لیے خالص کر لیا ہو' یعنی اللہ کے خاص برگزیدہ اور چہیتے بندے۔

فرمانِ نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

آمَنۡتُ بِاللّٰهِ

عَنۡ أَبِی هُرَیۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ ((لَا یَزَالُ النَّاسُ یَتَسَائَلُوۡنَ حَتّٰی یُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الۡخَلۡقَ فَمَنۡ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنۡ وَجَدَ مِنۡ ذٰلِكَ شَیۡئًا فَلۡیَقُلۡ آمَنۡتُ بِاللّٰهِ)) (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہا جائے گا کہ مخلوق کو اللہ نے پیدا کیا تو اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ تو جو آدمی اس طرح کا کوئی وسوسہ اپنے دل میں پائے تو وہ کہے میں اللہ پر ایمان لایا۔''

تاخلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

25 ستمبر تا یکم اکتوبر 2012ء
8 تا 14 ذوالقعدہ 1433ھ
جلد 21
شمارہ 38

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور-54000

فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700

فون: 03-35869501 فیکس: 35834000

publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 450 روپے

بیرون پاکستان

انڈیا---------------------(2000 روپے)

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر "مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

ہم مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں!

ایک بزرگ کا قول ہے کہ دنیا کا کوئی بھی انسان دنیا کی کسی بھی زبان میں نبی اکرم ﷺ کی ثنا خوانی کرے آپ ؐ کی صفات وکمالات بیان کرے ممکن نہیں کہ اس کا حق ادا کر سکے۔ اس لیے کہ انسان کی محدود سوچ اور تحریر وتقریر کی محدود صلاحیت نبی اکرم ﷺ کی جو امتناع نظیر ہیں، جو بے مثل ہیں ہمہ گیر شخصیت اور آپ ؐ کے اوصافِ حمیدہ کا مکمل احاطہ نہیں کر سکے گی، کوئی نہ کوئی پہلو تشنہ رہ جائے گا، کہیں علم کی کمی آڑے آئے گی اور کہیں زبان وبیان کی۔ اسی لیے علمائے کرام سیرت مطہرہ پر مفصل گفتگو کرنے کے بعد اس مصرع میں پناہ لیتے ہیں: ع ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' اور غالب جیسا زبان دان اور قادر الکلام یہ کہہ کر ہتھیار ڈال دیتا ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بیزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد ؐ است

عام مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے حضور ﷺ پر درود بھیجتا رہے۔ یہ امتی کا حضور ﷺ سے رشتہ مضبوط کرتا ہے اور اُس کی اخروی نجات کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔

ہمیں جب بھی سیرت پاک کے حوالہ سے کوئی تحریر لکھنا ہوتی ہے تو قلم تھر تھر کانپنے لگتا ہے۔ احساس کمتری کچھ اس انداز سے ذہن پر چھا جاتا ہے کہ لکھنا دشوار ہو جاتا ہے، لیکن ایک کام یقیناً اس سے بھی زیادہ مشکل اور بہت مشکل ہے۔ وہ یہ کہ کسی شاتم رسول کی مذمت، اس کے فعل سے اظہار نفرت اس شدت اور اس انداز سے کی جائے جس کا وہ حق رکھتا ہے۔ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ دنیا کے کسی بھی شریف النفس اور دیانت دار لکھاری کے بس کی بات نہیں ہے۔ بینک فراڈ میں ملوث مجرمانہ ذہنیت کے حامل ایک اسرائیلی نژاد امریکی اور اس کے ساتھیوں نے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوئے ایک فلم کے ذریعے کائنات کی مقدس ترین ہستی پر کیچڑ اچھالنے کی ناپاک اور گھناؤنی کوشش کی ہے۔ جہاں تک اس فعل کی مذمت کرنا اور اسے ہدف تنقید بنانا ہے ہم سطور بالا میں عرض کر چکے ہیں اس کے لیے ایسے صحیح' انتہائی مؤثر اور واضح الفاظ استعمال کرنا کہ مذمت کا حق ادا ہو جائے ممکن ہی نہیں۔ لہٰذا ہم اس بد کردار' بدگو' فاسق وفاجر انسان نما مخلوق کا معاملہ اللہ رب العزت پر چھوڑتے ہیں کہ اللہ ہی انہیں وہ سزا دینے پر قادر ہے جس کے وہ حق دار ہیں۔ قرآن کریم کی سورۃ الحجر کی آیت 95 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''ہم تمہیں اُن لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لئے جو تم سے استہزاء کرتے ہیں، کافی ہیں۔'' اولاً ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ دشمنانِ اسلام کی طرف سے آئے روز ایسی حرکات کیوں ہو رہی ہیں کہ کبھی قرآنی اوراق کی بے حرمتی کی جاتی ہے، کبھی بدبخت ٹیری جونز قرآن جلاتا ہے' کبھی آقائے نامدار کے خاکے شائع کیے جاتے ہیں۔ آپ ؐ کی ذاتِ مبارک پر سوانحی فلم بنانا ہی توہین آمیز فعل ہے چہ جائیکہ اس میں جھوٹا اور غلیظ مواد شامل کیا جائے۔ اور ثانیاً یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ان دشمنوں اور شیطان کے پیروکاروں سے کیسے نمٹا جائے۔ لیکن اس حوالہ سے اپنی رائے کے اظہار سے پہلے ہم یہ بھی اپنا قومی اور ملی فریضہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ اس احتجاج کی آڑ میں املاک کو جلا رہے ہیں اور لوگوں کی گاڑیاں توڑ رہے ہیں' اور پولیس پر پتھراؤ کرتے ہیں ان کی بھرپور مذمت کریں، اس لیے کہ وہ غیر شعوری طور پر دشمنانِ دین کے ایجنڈے کی تکمیل کر رہے ہیں۔ ہم اپنے ملک میں تخریب کاری کریں گے تو انہیں اور کیا چاہیے۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ بدبخت اور بدطینت لوگ مزید ایسی مذموم حرکات کریں گے تاکہ ہم اپنے ملک میں گھیراؤ جلاؤ کرتے رہیں اور وہ اپنا ایجنڈا آگے بڑھا سکیں۔

اگر قارئین برا نہ مانیں تو ہم یہ کہنے کی جرأت کریں گے کہ ہم نام کے مسلمان خود اس کے ذمہ دار ہیں۔ ملعون سلمان رشدی نے زندگی میں ایک سچ بولا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے قتل کر دیا جاتا تو ایسی فلم بننے کی نوبت

نہ آتی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ملعون سلمان رشدی ایک سمبل ہے، ایک شیطانی نظام کا سمبل۔ یہ دنیوی اور ظاہری لحاظ سے بہت مضبوط اور طاقتور نظام ہے۔ اس شیطانی نظام سے ٹکر لیے بغیر اور اس سے تصادم مول لیے بغیر ہم ایسی مذموم‘ قابل نفرت اور اشتعال انگیز حرکات کا خاتمہ نہیں کرسکیں گے۔ لیکن ہم تو وہ کچھ بھی نہیں کر پا رہے جو حالت کمزوری میں بھی کیا جاسکتا ہے۔ اگر ستاون اسلامی ملک یہ اعلان کردیں کہ عالمی سطح پر یہ قانون بنایا جائے کہ انبیاء و رسل اور الہامی کتابوں کی بے حرمتی اور توہین نہیں کی جاسکتی اور جو ملک یہ قانون نہیں بنائے گا۔ تمام اسلامی ممالک اس سے اپنے سفارتی اور تجارتی تعلقات منقطع کرلیں گے۔ تو مغربی دنیا کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ مسلمان حکمران اور سیکولر عناصر یہ تجویز سن کر امریکہ اور یورپ کے خوف سے کانپنے لگیں گے۔ مرعوب ذہنیت اور عملیت پسندی کب انہیں ایسا اقدام کرنے دے گی۔ لیکن ان لوگوں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا اسلام دشمن قوتیں محض سفارتی اور تجارتی تعلقات توڑ لینے پر ستاون مسلمان ممالک کو نیست و نابود کردیں گے۔ ناممکن ہے اس لیے کہ ان قوتوں کے بھی مسلمان ممالک سے مفادات وابستہ ہیں۔ مسائل ضرور کھڑے ہوں گے، تکالیف اور مصائب کا ضرور سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن امت مسلمہ ڈٹ جائے اور پسپائی اختیار کرنے سے صاف صاف انکار کردے تو کم از کم یہ مطالبہ تسلیم کرنا بڑی قوتوں کی مجبوری بن جائے گا۔ البتہ یہ کہ اسلام دشمن قوتوں کا مستقل بنیادوں پر مقابلہ کرنے کے لیے امت مسلمہ کے لیے دنداں شکن قوت بننا ناگزیر ہے۔ اس لیے کہ قرآن پاک نے پندرہ صدیاں پہلے یہ فیصلہ سنا دیا تھا کہ عیسائی اور یہودی کبھی تمہارے دوست نہیں ہوسکتے، البتہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ پھر ایک جگہ فرمایا کہ تمہاری دشمنی میں یہودی بہت شدت رکھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی یہودی گٹھ جوڑ میں یہودی عیسائی حکومتوں کو کھلم کھلا اور زیرزمین سازشوں سے مسلمانوں کے خلاف جارحانہ رویہ اختیار کرنے کے لیے اکساتے ہیں۔ نائن الیون کا ڈراما رچانا‘ عراق میں W.M.D یعنی وسیع تباہی مچانے والے ہتھیاروں کی موجودگی کا جھوٹا پروپیگنڈا کرکے امریکہ سے حملہ کروانا‘ یہودیوں کی سازش کا ہی نتیجہ ہے۔ لہٰذا ان اسلام دشمن قوتوں سے برسرپیکار ہونے کے لیے امت مسلمہ کو سیاسی اور عسکری طور پر خود کو مضبوط کرنا ہوگا۔ وگرنہ امریکہ اور یورپ میں قرآن اور صاحب قرآن کی توہین ہوتی رہے گی اور ردعمل میں ہم اُن کو منہ توڑ جواب دینے کی بجائے اپنے ہی اثاثہ جات کو جلاتے رہیں گے اور وہ ہماری پہنچ سے بالا بالا استہزائیہ رویے اختیار کر رکھیں گے۔

ہم نے سطور بالا میں پاکستان میں مظاہروں کے دوران پرتشدد واقعات کی پرزور مذمت کی ہے لیکن یہ واضح کردینا ضروری ہے کہ صورت حال کو سنبھالنے میں حکومت نے بھی حد درجہ نااہلی اور بزدلی کا مظاہرہ کیا جس سے عوام کے غیظ و غضب میں اضافہ ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نمائندہ حکومت ہونے کی دعوے دار پاکستان پیپلز پارٹی اس خطہ کے مسلمانوں کا مزاج اور جذبات کو سمجھنے اور جاننے میں بری طرح ناکام رہی۔ وہ اس سارے عرصے میں دوسری مسلمان حکومتوں کا منہ دیکھتی رہی۔ یہاں کے لوگوں کا مذہب سے عملی تعلق اگرچہ کم ہے لیکن جذباتی لگاؤ عالم اسلام میں سب سے زیادہ ہے۔ خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ترکی میں ہوا۔ عرب اس سے براہِ راست متعلق تھے لیکن تحریک خلافت ہندوستان میں چلی اور ایسی چلی کہ مہاتما گاندھی کو بھی اس کا حصہ بننا پڑا۔ لہٰذا عوامی ردعمل کی ایک وجہ حکومت کی نااہلی بھی ہے۔ حکومت اگر درج ذیل اقدامات کرتی تو شاید عوام کے غیظ و غضب میں کمی ہوجاتی اور قیمتی جانیں بچ جاتیں:

(1) فوری طور پر امریکی سفیر کو طلب کرکے شدید احتجاج کیا جاتا۔

(2) فلمساز اور ڈائریکٹر کی گرفتاری کا امریکہ سے مطالبہ کیا جاتا کیونکہ انہوں نے فلم کی dubbing میں بددیانتی کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔

(3) امریکی حکومت مطالبات تسلیم نہ کرتی تو امریکہ سے اپنے سفیر کو واپس بلایا جاتا اور امریکہ کے سفیر کو ملک سے نکلنے کا حکم دیا جاتا۔

(4) وزیر خارجہ پاکستان حنا ربانی کھر امریکہ کا دورہ مختصر کرکے احتجاجاً واپس آجاتیں۔ بدقسمتی سے محترمہ اس دوران میں امریکہ سے اتحاد اور دوستی کے بیان دیتی رہیں۔

(5) پاکستان دہشت گردی کی جنگ میں امریکی اتحاد سے باہر آجاتا۔ یہ ایک اچھا موقع تھا۔

(6) صدر زرداری نیویارک کا دورہ منسوخ کردیتے۔

(7) پاکستان OIC کا اجلاس طلب کرکے عالم اسلام کے سامنے یہ مطالبہ رکھتا کہ عالمی سطح پر یہ قانون نافذ کیا جائے کہ انبیاء و رسلؑ اور الہامی کتب کی توہین سنگین جرم ہوگا۔ دوسرے مسلم ممالک اس پر راضی ہوتے یا نہ ہوتے پاکستان اپنا فرض ادا کرتا۔

(8) میڈیا پر مذہبی دانشور قسم کے لوگوں نے بھی اوٹ پٹانگ باتیں کرکے لوگوں کے غصے میں اضافہ کیا۔

(9) میڈیا پر مستند علماء کرام کو مدعو کرکے اس فلم کی کھلے انداز میں اور شدت کے ساتھ مذمت کی جاتی اور امریکی حکومت کے کسی نوع کے قدم نہ اٹھانے کی بھی مذمت کی جاتی۔ اس کے ساتھ علمائے کرام عوام کو سمجھاتے کہ اپنے جذبات کے اظہار میں اگر کوئی تخریبی کارروائی کرے گا اور معصوم لوگوں کے جان و مال کو نقصان پہنچائے گا تو اللہ اور رسول کی ناراضی مول لے گا۔

(10) یوم عشق رسولؐ کی بجائے اسے ''تحفظ ناموس رسالت'' کا نام دیا جاتا۔ اگر اس کے لیے کوئی دن طے کرنا ہی تھا تو اس سے پہلے امریکیوں کو یہاں سے رخصت کردیا جاتا تاکہ یہ تاثر نہ پھیلتا کہ توہین رسالت کے باوجود حکومت امریکیوں کا تحفظ کررہی ہے۔

☆☆☆

راہِ حق کی آزمائشیں

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے ایک سابقہ خطاب جمعہ سے ماخوذ

حضرات! آج جس موضوع پر گفتگو کرنا ہے وہ ہے:
"راہِ حق کی آزمائشیں"۔

توبہ اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاری اور رحمت کا مظہر ہے۔ کوئی شخص خواہ گناہوں اور معصیات کا کتنا ہی بڑا بوجھ لے کر اللہ کے دربار میں آئے اور اپنے غلط طرزِ عمل‘ نافرمانیوں اور بغاوتوں پر نادم اور شرمندہ ہو کر اُس سے معافی مانگے اور استغفار کرے اللہ تعالیٰ اُسے معاف کر دیتے ہیں۔

﴿ وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ ...... ﴾(الشوریٰ:25)
"اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور (اُن کے) قصور معاف کرتا ہے۔"

لیکن گناہوں سے توبہ کرنے والے شخص کو یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیے‘ کہ چونکہ وہ توبہ کر کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہو چکا ہے‘ لہٰذا اب راحت و آرام اور آسائشیں ہی اُس کا مقدر رہوں گی۔ اب اُس پر کوئی امتحان نہیں آئے گا۔ کوئی مشکل اور سختی نہیں آئے گی۔ بلکہ اُسے اِس حقیقت کا ادراک کرنا اور اِس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ راہِ حق پر چلتے ہوئے قدم قدم پر اُسے آزمائشوں‘ ابتلاؤں‘ اور امتحانات سے سابقہ پیش آئے گا۔ زندگی کے آخری سانس تک راہِ حق کی مشکلات اور مصائب اُس کا پیچھا کریں گے۔ کیونکہ یہ زندگی تو سراپا امتحان ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ...... ﴾ (الملک:2)
"اُسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔"

قبل اِس سے کہ صراطِ مستقیم اور راہِ حق کی آزمائشوں پر بات کی جائے‘ ضروری ہے کہ اس امر کی وضاحت کر دی جائے کہ صراطِ مستقیم ہے کیا؟ یوں تو پورا قرآن مجید صراطِ مستقیم کی تشریح پر مشتمل ہے‘ اور یہ جواب ہے ہماری اُس دُعا کا جو ہم ہر نماز میں اللہ سے کرتے ہیں کہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" (اے اللہ) تو ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ تاہم صراطِ مستقیم کی پہچان کے لیے انتہائی اختصار کے ساتھ سورۃ العصر میں اُس کے چار سنگہائے میل بیان کئے گئے ہیں: ﴿ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ یہ سنگہائے میل ہیں: ایمان‘ اعمالِ صالحہ‘ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر۔

ایمان شاہراہ ہدایت اور صراطِ مستقیم کا پہلا سنگِ میل ہے۔ اِس کے بغیر صراطِ مستقیم کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایمان ہے‘ تو ہدایت اور روشنی سے استفادہ

> اللہ تعالیٰ کو ایسا بے حس اور بے حمیت انسان پسند نہیں جو خود تو اللہ کے ذکر و اذکار اور بندگی میں لگا رہے‘ مگر اُسے معاشرے کی فکر نہ ہو۔ اسے خیال ہی نہ ہو کہ اللہ کی زمین پر اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں۔ منکرات پھیل رہے ہیں۔ بدی اور برائی دندناتی پھر رہی ہے اور نیکی کونوں کھدروں میں منہ چھپائے بیٹھی ہے

ممکن ہے‘ اگر یہ نہیں تو پھر اُس راہ پر پیش قدمی نہیں کی جا سکتی ہے۔ دوسری چیز عمل صالح ہے۔ اور اِس کا دارومدار ایمان ہی پر ہے۔ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان جتنا گہرا اور راسخ ہوگا‘ اُسی قدر عمل بھی صالح ہوتا چلا جائے گا۔ بندۂ مومن میں خواہش ہوگی اور یہ عزم پختہ ہوگا کہ مجھے بہرصورت اپنے رب کو راضی کرنا ہے۔ مجھے ایسے کام کرنے ہیں جن سے میرا مالک راضی ہو‘ اور اُن چیزوں سے بچنا ہے جو اُس کی ناراضی کا باعث بنتے ہیں۔

لیکن محض یہی بات کافی نہیں کہ آدمی اپنے اعمال کی اصلاح کرے‘ اور پھر مطمئن ہو کر بیٹھا رہے‘ خود تو اللہ کے ذکر و اذکار اور بندگی میں لگا رہے‘ مگر اُسے معاشرے کی فکر نہ ہو۔ اسے خیال ہی نہ ہو کہ اللہ کی زمین پر اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں۔ منکرات پھیل رہے ہیں۔ بدی اور برائی دندناتی پھر رہی ہے اور نیکی کونوں کھدروں میں منہ چھپائے بیٹھی ہے۔ اُسے احساس ہی نہ ہو کہ ریاستی اور اجتماعی سطح پر طاغوتی سیاسی نظام راہ بندگی پر چلنے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے‘ اُس کے ہوتے ہوئے اللہ کے بہت سے احکامات تشنۂ تعمیل ہیں۔ اس نظام کے سبب اللہ کی بندگی کی بجائے ملوک یا جمہور کی بندگی ہو رہی ہے۔ معاشرتی سطح پر آسمانی تعلیمات پامال ہو رہی ہیں۔ معاشی میدان میں سودُ جوئے اور دیگر مفاسد نے خدا کے عطا کردہ معاشی ضابطوں کو تہ تیغ کر رکھا ہے۔ ایسا بے حس اور بے حمیت انسان اللہ کو پسند نہیں۔ اپنے اعمال کی اصلاح اور درستگی کے ساتھ بندۂ مومن کی اگلی منزل تواصی بالحق کی ہے‘ جسے سر کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ بندۂ مومن کے لئے ضروری ہے کہ حق و صداقت کا علمبردار بن کر کھڑا ہو جائے‘ لوگوں کو حق بات کی دعوت دے‘ نیکی کی تلقین کرے‘ بدی سے روکے یا روکنے کی سعی کرے۔ اسلام کی ازلی سچائیوں کے فروغ کے لئے اپنا تن من دھن لگا دے۔ معاشرتی سطح سے بڑھ کر سیاسی میدان میں اللہ کی حاکمیت کا اعلان کرے۔ جب زمین خدا کی ہے تو اُس پر نظام بھی اُسی کا چلنا چاہیے۔ اُس کے سوا کسی کو بھی حاکمیت زیبا نہیں۔

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

زمین میں کچھ قوتیں اللہ کی باغی ہو کر انسانوں پر مسلط ہو گئی ہیں‘ جن کا کہنا یہ ہے کہ زمین پر اللہ کا نظام نہیں چلے گا‘ ہمارا اور لاڈ آرڈر چلے گا۔ انسانوں میں عدم مساوات‘ معاشرے میں فحاشی و عریانی اگر آسمانی ہدایت کے منافی ہے‘ تو ہوا کرے‘ ہمیں تو وہی معاشرت پسند ہے‘ جس میں مکمل جنسی آزادی ہو‘ بے حیائی ہو‘ عریانیت اور فحاشی کا چلن عام ہو‘ ہر وقت نگاہوں کی تسکین کا سامان میسر آئے‘ حیوانیت

کے تقاضے پورا کرنے کے تمام دروازے کھلے ہوں' کسی پر کوئی بندش نہ ہو۔ لہٰذا ہم یہی نظام نافذ کریں گے۔'' ایسی شیطانی قوتیں جو اللہ کے باغی نظام کی علمبردار ہوں' ہر محاذ پر اُن کے خلاف جہاد کرنا' تاکہ اللہ کے دین کے غلبہ کے لئے راہ ہموار ہو' تواصی بالحق کا لازمی تقاضا ہے۔

جب بندۂ مومن حق کا علمبردار بن کر کھڑا ہوگا تو اُسے لازماً لوگوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا' اُس پر سختیاں آئیں گی' اُسے آزمائشوں کا سامنا ہوگا' اُس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالی جائیں گی۔ خاص طور پر جب حق کی صدا باطل نظام کے خلاف اُٹھے گی تو باطل نظام کے تمام کل پرزے حق کے علمبرداروں کی سخت مخالفت اور مزاحمت کریں گے۔ ایسے میں استقامت اور صبر ضروری ہوگا۔ اگر یہاں صبر اور استقامت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا تو سب کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔ اس لئے اِس مرحلے پر حق کے علمبرداروں کے لئے ہدایت یہ ہے کہ باہم ایک دوسرے کو صبر کی اور حق وسچائی پر قائم رہنے کی تلقین کریں۔

اہل ایمان کو یہ بات ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے' راہ حق پر چلتے ہوئے مشکلات اور مصائب لازماً آئیں گے' اگر انہیں مشکلات پیش نہ آئیں' تو اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ جس راہ پر ہم چل رہے ہیں' صراط مستقیم نہیں ہے' کوئی اور راستہ ہے۔

جیسا کہ واضح کیا گیا کہ ایمان' اعمال صالحہ' حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین' صراط مستقیم کے چار سنگ میل ہیں' جن سے ہم نے بہرصورت گزرنا ہے۔ لیکن یہ گزرنا آسان نہیں۔ اِن میں سے ہر مرحلے پر مشکلات اور آزمائشیں آئیں گے۔ ایمان ہی کو لے لیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے ہو' مگر بسا اوقات انسان محبت الٰہی کے امتحان میں پڑ جاتا ہے۔ ایک طرف اولاد اور بیوی کی ناجائز فرمائشیں ہوتی ہیں' اور دوسری طرف احکام الٰہی کی بجا آوری کا جذبہ۔ اب اگر اِس موڑ پر آدمی اللہ کے احکام کو پس پشت ڈال کر بیوی اور اولاد کے غلط مطالبات پورے کرتا ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ محبت الٰہی کے امتحان میں فیل ہو گیا ہے۔ اسی طرح کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کو ایک جھوٹ کا کلمہ کہہ لینے سے لاکھوں روپے کا فائدہ دکھائی دیتا ہے' مگر دوسری طرف جھوٹ کے گناہ کا خیال آتا ہے۔ یوں انسان آزمائش میں پڑ جاتا ہے۔ اِسی طرح ایمان کی آزمائش بسا اوقات اس صورت میں ہوتی ہے کہ آدمی کا توکل واعتماد اللہ پر ہے یا وہ مادی اسباب ووسائل پر تکیہ کرتا ہے۔

نیک اعمال کی بجا آوری بھی آسان نہیں۔ اِن میں بھی مشکلات آتی ہیں۔ نماز کو لے لیں۔ اللہ کا حکم ہے کہ پنج وقتہ نماز اُس کی شرائط اور آداب کے ساتھ ادا کرو۔ لیکن نفس کا تقاضا اِس راہ میں روڑے اٹکاتا ہے۔ صبح سویرے نرم اور گرم بستر سے اُٹھ کر نماز کے لئے مسجد جانا نفس پر ضبط اور کنٹرول کے بغیر آسان نہیں۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے معاملہ میں بھی قدم قدم پر امتحانات آتے ہیں۔

ایمان اور عمل صالح کے لیول پر جو امتحانات اور مشکلات آتی ہیں اِن میں بنیادی کردار دو قوتوں کا ہے۔ ایک انسان کا نفس ہے' جس کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا کہ یہ بُرے کاموں ہی کی طرف بلاتا ہے۔ اور دوسرا انسان کا ازلی دشمن شیطان ہے' جس نے تا قیامت اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے لئے اللہ سے مہلت مانگ رکھی ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ لوگ اللہ کی بندگی کریں' اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریں۔ لہٰذا وہ انسانوں کو ورغلاتا ہے' بطور خاص اُس کا ہدف وہ لوگ ہیں جو صراط مستقیم پر گامزن ہوں۔ ایسے لوگوں کو پٹڑی سے اتارنا اُس کا خاص مشن ہے۔ قرآن حکیم میں اُس کا قول نقل ہوا ہے:

﴿ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ...... ﴾

(الاعراف:17)

''پھر میں ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور داہیں سے اور باہیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور ان کی راہ ماروں گا)۔''

تواصی بالحق کی ادائیگی میں نفس امّارہ اور شیطان لعین کے ساتھ ساتھ شیطانی قوتیں بھی اُس کی راہ پوری قوت سے روکنے لگتی ہیں۔ اب اِن قوتوں سے بھی پنجہ آزمائی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ اِس طرح وہ جہاد جو پہلے محض نفس امارہ کے خلاف تھا' اب اُس کا دائرہ باطل قوتوں کے خلاف جدوجہد تک وسیع ہو جاتا ہے۔ اب سخت کٹھن مراحل آتے ہیں۔ شدید مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ اذیتوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ راہ حق میں جلیل القدر صحابہ کرامؓ کو بھی سخت ترین مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی ڈال کر انہیں مکے کے پہاڑوں میں گھمایا جاتا۔ شدید گرمی کے عالم میں پتھریلے کنکروں پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے۔ اُن سے کہا جاتا کہ ہمارے معبودوں کا اقرار کرلو' مگر قربان جائیں اُن کی عظمت پر اِس تمام تر سختی کے باوجود ان کی زبان پر احد احد ہی کی صدا بلند ہوتی تھی۔ حضرت عثمانؓ بن عفان کا چچا انہیں کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیتا۔ حضرت حباب بن الارثؓ کو انگاروں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا گیا۔ اُن کی پیٹھ جھلس گئی' مگر کوئی چیز انہیں راہ حق سے انحراف پر آمادہ نہ کرسکی۔ صحابہ کرامؓ سے زیادہ سچی توبہ کرنے والے اور صادق الایمان کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ اگر صراط مستقیم پر چلتے ہوئے انہیں مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا تو کسی بھی دور میں اہل ایمان کا کوئی گروہ آزمائش اور ابتلاء کے اصول سے بالا نہیں ہوسکتا۔

سورۃ البقرہ میں جہاں سابقہ امت مسلمہ یعنی یہود کو اللہ کی نمائندہ امت کے منصب سے معزول اور امت محمدیہ ﷺ کو اِس منصب پر فائز کیا گیا اور اُس پر شہادت علی الناس کی ذمہ داری ڈالی گئی کہ اب رہتی دنیا تک اُسے حق کی علمبردار بن کر کھڑا ہونا اور انسانیت تک دین حق کو پہنچانا ہے' وہیں یہ بات بھی واضح کی گئی کہ ہم تمہاری آزمائش ضرور کریں گے۔

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ...... ﴾ (البقرہ:155)

''اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میوؤں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔''

اور جو لوگ اِن آزمائشوں پر پورا اُتریں گے اُن کی بابت مندرجہ بالا آیت کے آخر میں نبی اکرم ﷺ سے فرمایا گیا:

﴿ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ ﴾

''(اے نبی ﷺ) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔''

اسی سورت میں ایک تنبیہ بھی آئی ہے۔ فرمایا:

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ ﴾ (البقرہ)

''کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یونہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ ان کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے' سب پکار اٹھے کہ کب اللہ کی مدد آئے گی۔ دیکھو خدا کی مدد قریب ہے۔''

اِس آیت میں ایک وارننگ اور ایک بشارت ہے۔ وارننگ یہ کہ ابھی جلدی نہ کرو۔ راہ حق میں ابھی بڑی بڑی آزمائشیں آئیں گی۔ اور بشارت یہ کہ جو لوگ سختیوں اور مصائب کے باوجود حق پر ڈٹے اور جمے رہے' بالآخر وہ وقت ضرور آئے گا جب انہیں اللہ کی نصرت خصوصی حاصل ہوگی۔

سورۃ العنکبوت میں یہی بات یوں فرمائی گئی:

﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا

أَمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ (العنکبوت)

''کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے' چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔''

آگے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳﴾﴾ (العنکبوت)

''اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا (اور ان کو بھی آزمائیں گے)۔ سو اللہ ان کو ضرور معلوم کرے گا جو (اپنے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں۔''

بہر حال آزمائش و امتحان اللہ کی سنت ہے' جو اہل حق پر بہر صورت آنی ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی راہ حق کا راہی ہو اور اُسے امتحانوں سے واسطہ نہ پڑے۔

شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

ابتلاء و آزمائش کے لئے بندۂ مومن کا ہتھیار صبر ہے' اور صبر واستقامت کے لئے وہ اللہ ہی کی نصرت کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی انسان کا مددگار اور حامی و ناصر ہے۔

قرآن حکیم میں نبی اکرمؐ کو براہ راست مخاطب کرکے فرمایا:

﴿ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ ﴾ (النحل:127)

''اور صبر ہی کرو اور تمہارا صبر بھی اللہ کی مدد سے ہے۔''

یہی بات سوالیہ انداز میں یوں کہی گئی:

﴿ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ﴾ (الزمر:36)

''کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟''

اسلام کے مکی دور میں جب کہ مسلمانوں پر ظلم وتشدد کی انتہا کر دی گئی تھی اور اس بنا پر انہیں حبشہ ہجرت کی اجازت دی گئی' اس موقع پر جو آیات نازل ہوئیں اُن میں بھی فرمایا گیا کہ تلاوت قرآن اور نماز کا اہتمام کیجئے۔ اِس میں گویا یہ بتا دیا گیا کہ مشکلات اور سختیوں میں یہ دونوں چیزیں قوت استحکام اور استقامت کا باعث ہوں گی۔ فرمایا:

﴿ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ﴾ (العنکبوت:45)

''(اے محمدؐ یہ) کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اس کو پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔''

یعنی قرآن کی تلاوت کرو۔ اس سے تمہیں وہ قوت حاصل ہوگی جو باطل کے خلاف کارگر ثابت ہوگی۔ پھر یہ کہ نماز قائم کرو۔ فرض نماز کے ساتھ ساتھ نوافل بھی ادا کرو' یہ دونوں تمہاری قوت اور استحکام کا ذریعہ بنیں گی۔

سورۃ البقرہ میں بھی فرمایا گیا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾﴾

''اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات اور سختیوں میں اہل ایمان کا وجود بھی ایک دوسرے کے لئے سہارا ہے۔ انہیں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ ایک دوسرے کے مسائل کے حل کی فکر کرنی چاہیے۔ اِس طرح اسلامی تحریک قوی اور مضبوط ہوتی ہے' اور اُس کے کارکنان کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے اور آگے بڑھنے میں مدد ملتی ہے۔ انہیں حق پر ڈٹے رہنے اور استقامت اختیار کرنے کے لئے حوصلہ ملتا ہے۔ مسلمان بھائیوں کی تکالیف کو رفع کرنا' اُن کے کام آنا' اُنہیں مصائب اور مشکلات سے نکالنے کی کوشش کرنا بہت اجر وثواب کا باعث ہے۔ جو شخص ایسا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اُس کی نصرت فرماتا ہے اور نہ صرف دنیا میں اُس کی مشکلات اور مسائل میں مدد کرتا ہے' بلکہ آخرت میں بھی اُس کے لئے آسانیاں پیدا کرے گا۔ نبی اکرمﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص دنیا میں اپنے بھائی کی ایک تکلیف رفع کرے گا' اللہ تعالیٰ آخرت کی تکالیف کو اُس سے دور فرمائیں گے۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ جس شخص نے کسی مشکلات میں گھرے شخص کے لئے آسانیاں کیں اللہ تعالیٰ اُس کے لئے دنیا وآخرت میں آسانیاں پیدا کریں گے۔

سچی توبہ کے بعد اگر ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق ہو تو ہمیں یہ بات پیش نظر رکھنی ہوگی کہ اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر اس راہ کے سنگہائے میل ہیں' پھر یہ کہ اس راہ میں مشکلات بھی آئیں گی' جنہیں خندہ پیشانی سے ہمیں جھیلنا ہوگا اور اُن میں اللہ تعالیٰ سے خصوصی نصرت طلب کرنا ہوگی۔ تلاوت قرآن اور نماز سے قوت حاصل کرنا ہوگی۔ اور مسلمان بھائیوں کو ایک دوسرے کا سہارا بننا ہوگا۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی اور اُس راہ میں آنے والا مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆

پریس ریلیز 14 ستمبر 2012ء **حافظ عاکف سعید**

امریکہ اور اس کے حواری آئے روز توہین قرآن ورسالتؐ کی ناپاک جسارت کرتے ہیں

مسلمان نبی اکرمﷺ قرآن اور اپنے دین کی توہین کسی صورت برداشت نہیں کریں گے

امریکہ میں توہین رسالتؐ پر مبنی فلم کی تیاری اور ویڈیو خاکہ کی ریلیز کی پرزور مذمت کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کہا کہ انبیاء کرام کی سوانحی فلم بھی توہین رسالتؐ کے زمرے میں آتی ہے چہ جائیکہ فلم میں ایسا مواد شامل کیا جائے کہ یہ توہین انتہا کو پہنچ جائے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور اس کے حواری آئے روز ایسے واقعات کے ذریعے مسلمانوں کے جذبات جان بوجھ کر مشتعل کرتے ہیں۔ بعض مسلم ممالک میں اس ناپاک جسارت پر احتجاج کے دوران تشدد کے واقعات سے امریکہ کو اندازہ ہو جانا چاہیے کہ مسلمان نبی اکرمﷺ قرآن اور اپنے دین کی توہین کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور مغرب نے اس حوالے سے دوہرا معیار اپنا رکھا ہے کہ توہین قرآن و رسالتؐ پر مبنی مواد کو اظہارِ رائے کی آزادی کہا جاتا ہے جب کہ ہولوکاسٹ پر کسی کو بھی لب کشائی کی اجازت نہیں۔ مزید برآں امیر تنظیم اسلامی نے کراچی اور لاہور کی فیکٹریوں میں آگ لگنے کے واقعات میں زندہ جل جانے اور زخمی ہونے والے افراد کے خاندانوں سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہوئے کہا کہ ایسے واقعات کا رونما ہونا حکومت اور اس کے اداروں کی نااہلی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے ذمہ دارانِ حکومت سے مطالبہ کیا کہ صنعتی مقامات پر ورکرز کی حفاظت کے حوالے سے موجود قوانین اور ضابطوں کی پابندی کرائی جائے تاکہ ایسے سانحات کا سد باب ہو سکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

عشق تمام مصطفیٰ ﷺ عقل تمام بولہب

عامرہ احسان
(سابق ایم این اے)

پوری مسلم دنیا غم و غصے کے بخار میں پھنک رہی ہے۔ امریکہ نے گیارہ سال تمام تر ظلم، جبر، قہر مسلم دنیا پر آزما کر دیکھ لیا۔ ڈالر پانی کی طرح بہائے، دل دماغ خریدے۔ میڈیا اور دانشوروں کی خریداری کی۔ مسلم حکمرانوں کو جیب میں ڈالا (کچھ پہلے ہی جیبی تھے کچھ جیب میں جگہ پا کر ڈالر بنانے کو بے قرار تھے) نصاب بدلے، فحاشی کو عام کیا۔ شراب کے مٹکے بہائے۔ معاشرے میں اختلاط مرد و زن کو طرز زندگی بنا ڈالا۔ سکول کالج، دفتر، فیکٹری، چوراہا، ہائی ویز، ہوائی جہاز تا بس...... جوان لڑکیاں معیار حیا کو مغربی معیارات پر پورا اتارنے کے لئے لاکھڑی کر دیں۔ اس عرصے میں ایمان و شعائر اسلام کی ہر علامت پر عقوبت خانوں کے دروازے کھول دیئے۔ لا پتہ کرنے، بوری بند لاشیں، تشدد، بجلی کے جھٹکے دے کر جوان لڑکوں کو مار پھینکنے کے طور طریقے تمام مسلم ممالک کی فوجوں کو ازبر کروا دیئے۔ ساتھ ہی ساتھ ان گنت مرتبہ چھوٹے بڑے واقعات میں توہین قرآن اور توہین رسالت کا تسلسل جاری رہا۔ ہر مرتبہ ہی ان واقعات پر ردعمل ظاہر ہوا۔ تاہم احمق گورے اپنی ان تھک کوششوں کے نتیجے میں یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ اس اُمت کو بے حس کرنے میں کافی حد تک (درج بالا اسباب کی بنا پر) کامیاب ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اس مرتبہ جس درجے کی گستاخی کا ارتکاب کیا۔ انہوں نے یہ ٹیسٹ کرنا چاہا کہ اُمت اسے شاید ہضم کر لے گی لیکن انہیں ہلاکت خیز مایوسی کا دن دیکھنا پڑا۔ امام مالک کے فرمان کے مطابق کہ اس اُمت کے باقی رہنے کا کیا جواز ہے جس کے نبی کو سب و شتم کا نشانہ بنا دیا جائے۔ امت اپنی زندگی، اپنی بقا survival کی جنگ لڑ رہی ہے۔ بحمد للہ اس وقت دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں سے اوباما، ہیلری کو شان رسالت سمجھا دینے والے جواب موصول نہ ہوئے ہوں۔ ایمان کا لٹمس ٹیسٹ شان رسالت ہے۔

پرویز مشرف جیسا بکاؤ مال، ایمان گم کردہ، مسجد سوز بھی بول اٹھا! باچا خان کے وزیر کے بیٹے نے پروڈیوسر کے قتل پر انعام کا اعلان کر دیا! حسینہ واجد جیسی اسلام دشمن حکومت نے بھی احتجاج کیا۔ مصر، سوڈان، تیونس، یمن، خلیجی ممالک۔ ہر جگہ درجہ حرارت طاغوت کو بھسم کر دینے والا تھا۔ سیاہ پرچم کلمہ طیبہ سے مزین ہر جگہ شاتم رسول کے حواریوں کا منہ چڑا رہے تھے۔ یہ اُمت ابھی زندہ ہے! یہ بھی واضح ہو گیا کہ جب معاملہ نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ کا ہو گا تو کوئی فتویٰ لینے کہیں نہیں جائے گا۔ یہ فتویٰ وہ ہے جو ہر مسلمان بچے کے کان میں دنیا میں قدم رکھتے ہی پھونک دیا جاتا ہے۔

برسر زمین اللہ کے بعد سب سے بڑا رشتہ سب سے قیمتی، عزیز از جان اور عزیز از دو جہان رشتہ محمد رسول اللہ کا ہے! سرکاری مولوی سیاسی (امریکہ کے وظیفہ خوار) لیڈر اس وقت جو عقل کی بولی بولنا چاہے گا اسے منہ کی کھانی پڑے گی کیونکہ عشق تمام مصطفےٰ عقل تمام بولہب! محبت کے اس ابلتے امڈتے دیوانے طوفان کو امریکہ نے خود دعوت دی ہے۔ بدکار ترین، مکروہ ترین غلاظت کے کیڑے مکوڑے نما کافر اداکار اور فحش ترین ناپاک ترین اداکارائیں، اس ذی شان، سراج منیر ہستی کہ لغت کے الفاظ عظمت و پاکیزگی کو بیان کرنے سے قاصر ہیں، کا روپ دھارنے کی جسارت کریں؟ اُمت کی مائیں تمہارے ہدف پر ہوں اور بیٹے تمہیں جیتا چھوڑ دیں......؟ ہم تو وہ ہیں کہ تمہاری جسارت کو الفاظ دیتے ہوئے قلم ساتھ چھوڑ دیتا ہے، لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ تمہاری جسارت کو دیکھنے سے آنکھیں انکاری ہو جاتی ہیں۔ واللہ وہ غلاظت جو تم نے بکی اگر بیان کی جاسکتی تو ایک اس سے بھی بڑی قیامت برپا ہو جاتی۔ تم اس رشتے کو سمجھنے سے قاصر ہو۔ کتنی آنکھوں کو خون کے آنسو رلایا ہے کتنی داڑھیوں کو آنسو نے بھگویا ہے۔ کتنی زبانیں ہمہ وقت اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، کہہ کہہ کر اس زمین سے اس دھبے کو دور کرنے کی فکر میں گویا ہیں۔

اب وقت آ گیا ہے کہ اس گلوبل ویلیج کو پاک کر دیا جائے۔ نبی کی بعثت سے پہلے زمین ایسے ہی لوگوں کی آماجگاہ بن کر تیرہ و تار ہو چکی تھی۔ ان کا تذکرہ سورۃ القلم میں جن قبیح اوصاف سے ہوا وہی سب تمہارے ہیں۔ بے وقعت طعنے دینے، چغلیاں کھانے، بھلائی سے روکنے والا، ظلم و زیادتی میں حد سے گزر جانے والا، سخت بداعمال، بدخلق سفاک، ان سب عیوب کے ساتھ بداصل، بہت مال والا......! اللہ نے اس کی سونڈ پر داغ لگانے کی جو دھمکی دی۔

نائن الیون اور آج بھی اس کا تسلسل جاری ہے۔ آپ کو جس نور سے منور کیا۔ ان شاء اللہ ایک مرتبہ پھر اسے مکمل ہو کر رہنا ہے۔ تم دجال کے منتظر ہو جو بدترین غائب ہے اور ہم لشکرِ عیسیٰؑ کی تیاری میں ہیں۔ ہم وہ ہیں جن کا شجرۂ نسب تم جاننا چاہو تو بحمد للہ حضرت آدمؑ تک جا پہنچے اور تم وہ کہ باپ کا نام بھی نہ بتا سکو۔ گندگی اور غلاظت کے اس گڑھے میں جا گرنے کا جو ثبوت مسلسل امریکی یورپی میڈیا دے رہا ہے تو وہ بلا سبب نہیں ہے۔ جہاں قومی قیادتیں امریکہ میں کلنٹن اور مونیکا لیونسکی، فرانسیسی صدر نکولس سرکوزی کے اخلاقی بحران، اسکے وزراء اور ورلڈ بینک کے سابق (فرانسیسی) صدر کی نجی زندگی، اٹلی کے سابق وزیراعظم برلسکونی کے شرمناک سکینڈل کہ جو آپ گنتے ہوئے ہار جائیں گے۔

میڈیا کا ایک حصہ مختص ہے ان کی نجی زندگیوں میں تانک جھانک کر کے پیسہ بنانے پر۔ اسی دھن میں ڈیانا کا پیچھا کرتے ہوئے اس کی موت کا سبب بنے۔ شاہی پوتے ہیری نے جو گل کھلائے برہنہ تصاویر کے ساتھ اور پیچھے اتباع کرتی پوری بٹالین کے بعد دوسرے شاہی پوتے کی باری تھی۔ شہزادہ ولیم اور بیوی کی ایسی ہی تصاویر اب مغربی دنیا کے لئے سب سے بڑی خبر اور تفریح کا سامان ہے۔ گویا بن مانسوں کا ایک جنگل ہے جوان ڈارون کی اولادوں نے دنیا کو بنا رکھا ہے۔ بات

(بقیہ صفحہ 11 پر)

جب قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے

قاری شبیر احمد عثمانی

(نائب امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان)

ملتان کی شعلہ فشاں گرمی اور چلچلاتی دھوپ سے مضطرب نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ 29 مئی 1974ء کو سیر و تفریح اور شمالی علاقہ جات کے یخ بستہ موسم سے دل بہلانے کے لئے چناب ایکسپریس پر پشاور کی طرف عازم سفر ہوئے۔ جب یہ گاڑی ربوہ (چناب نگر) کے اسٹیشن پر پہنچی تو سامراجی گماشتے قادیانی غنڈوں نے اپنی روایات کے عین مطابق اپنی ارتدادی تبلیغ پر مبنی لٹریچر ٹرین میں تقسیم کرنا شروع کردیا جس کو پڑھ کر مسلم طلبہ کا خون کھول اٹھا۔ شمع رسالت ﷺ کے پروانے پر جوش انداز میں ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد کے نعرے لگانے لگے، جس کی گونج نے کفر کے گڑھ ربوہ کے در و دیوار کو لرزا کر رکھ دیا۔ ربور کا شہر عملاً ایک الگ سٹیٹ کا درجہ رکھتا تھا۔ قادیانی خلیفہ کی اس شہر میں مطلق العنان بادشاہ کی حیثیت تھی۔ اس شہر میں الگ عدالتیں، وزارتیں، نظارتیں سٹیٹ در سٹیٹ کا منظر پیش کرتی تھیں۔ اس مقفل شہر میں کوئی بھی مسلمان داخل نہیں ہوسکتا تھا، مگر 29 مئی کے واقعہ نے ایک بھونچال برپا کردیا۔ قادیانیوں نے اپنی رسوائی و ہزیمت کا بدلہ لینے کا فیصلہ کیا۔

جب واپسی پر طلبہ کا سیاحتی قافلہ ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچا تو آتش انتقام سے جلے بجھے تقریباً پانچ سو قادیانی غنڈے پستولوں، بندوقوں، خنجروں، تلواروں، ہاکیوں سے مسلح ہوکر نہتے طلبہ پر ٹوٹ پڑے۔ ان کو بوگی کے شیشے اور دروازے توڑ کر باہر نکالا اور اسٹیشن پر ان پر وحشیانہ تشدد کیا۔ طلبہ کے جسم خون سے رنگین ہوگئے۔ قادیانیوں کی سفاکی اور درندگی نے انسانیت کو مات دے دی۔ قادیانی مرزا ناصر کے جیالے ہائے ہائے کے نعرے لگا رہے تھے۔ قادیانی ''حوریں'' اپنے نوجوانوں کا حوصلہ بڑھا رہی تھیں۔ مرزا طاہر اس وحشی ٹولہ کی قیادت کر رہا تھا۔ قادیانی بدمعاشوں نے طلبہ کے کپڑے پھاڑ دیئے، گھڑیاں چھین لیں، قیمتی سامان لوٹ لیا۔ سگنل نہ ہونے کے باوجود چناب نگر کے قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے گاڑی چلنے نہ دی، تاکہ قادیانی اپنی آتش انتقام کو ٹھنڈا کرسکیں۔ بالآخر زخموں سے نڈھال، خون میں لت پت طلبہ کو لے کر گاڑی چل پڑی۔ فیصل آباد کے پلیٹ فارم پر مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ نے ہزاروں شہریوں کے ساتھ طلبہ کا استقبال کیا۔ ان کے زخموں پر مرہم رکھا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ جب تک قادیانیوں کی اس سفاکی اور غنڈہ گردی کا انتقام نہیں لوں گا، سکون سے نہیں بیٹھوں گا۔

فیصل آباد سے شروع ہونے والی تحریک پورے ملک میں پھیل گئی۔ پوری قوم اس سانحہ پر سراپا احتجاج بن گئی۔ جلسے، جلوس، مظاہرے اور ہڑتالیں شروع ہوگئیں۔ قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ شروع ہوگیا۔ تحریک میں اتنا جوش و خروش تھا کہ طالبات اور اساتذہ نے بھی احتجاجی جلوس نکالے اور مظاہرے کئے۔ نتیجتاً قادیانی پورے ملک سے دُم دبا کر چناب نگر کی طرف بھاگنے لگے۔ بہت سے مقامات پر پولیس اور مظاہرین میں جھڑپیں ہوئیں، جن میں آنسو گیس اور لاٹھی چارج کا استعمال کیا گیا۔ بطل حریت آغا شورش کاشمیریؒ کی تحریک پر مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا کنوینئر مقرر کیا گیا۔ 16 جون 1974 کو ملک بھر میں علماء و مشائخ سیاستدانوں کا اجتماع ہوا، جس میں تحریک کے مستقبل کا لائحہ عمل طے کیا گیا۔

عوام کے ملک گیر احتجاج کو دیکھتے ہوئے پنجاب گورنمنٹ نے سانحہ چناب نگر کی عدالتی تحقیقات کا حکم دیا۔ چیف جسٹس سردار محمد اقبال نے جسٹس کے ایم صمدانی کو تحقیقاتی افسر مقرر کیا۔ جناب جسٹس صمدانی نے چناب نگر کا تفصیلی دورہ کیا۔ مرزا ناصر نے ''قصرِ خلافت'' میں انہیں کھانے پر مدعو کیا، لیکن جسٹس صمدانی نے صاف انکار کردیا۔ اس کے بعد مرزا ناصر نے خود ملاقات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور وقت مانگا۔ لیکن جسٹس صمدانی نے پھر انکار کردیا۔ جناب جسٹس صمدانی کی عدالت میں مرزا ناصر کو بھی طلب کیا گیا اور اس کا سات گھنٹے کا خفیہ بیان ریکارڈ کیا گیا۔ مشہور مرزائی نواز حنیف رامے اس وقت پنجاب کا وزیر اعلیٰ تھا۔ اس نے جگہ جگہ مرزائیوں کی وکالت کی۔ اس نے خانیوال میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں مولویوں کو مار مار کر ان کے پیٹ سے حلوہ نکال دوں گا۔ قادیانیوں کے اس آلہ کار نے ریاستی جبر کے ذریعے تحریک کو کچلنے کی کوشش کی، مگر قادیانیوں کے ساتھ قادیانی نواز بھی چلا گیا۔ حکومت نے تحریک کے ترجمان ہفت روزہ چٹان کا ڈیکلریشن منسوخ کردیا اور پریس ضبط کرلیا۔ اس کے ساتھ آغا شورش کاشمیریؒ کے بچوں کا پریس مسعود پرنٹر بھی ضبط کرلیا۔ حکومت پنجاب نے بطل حریت آغا شورش کاشمیریؒ کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے مطابق گرفتار کرلیا۔ آغا شدید بیمار تھے۔ ظالموں نے میو ہسپتال لاہور میں داخل کروا کر ان پر پولیس کا کڑا پہرہ لگوا دیا۔ یہ امتحان ان کے قدموں میں ڈگمگاہٹ پیدا نہ کرسکا۔ ختم نبوت کے اس پروانے نے شدید علالت میں جسٹس صمدانی کی عدالت میں قادیانی امت کے بارے میں 5 گھنٹے شہادت دی، جس میں قادیانیت کے غلیظ چہرے سے نقاب اٹھا کر ان کی اسلام اور پاکستان دشمنی کو ننگا کردیا۔ بہت سے سربستہ رازوں کو طشت از بام کیا۔ مجلس عمل کے صدر مولانا سید یوسف بنوریؒ نے بڑھاپے کے باوجود پورے ملک کا طوفانی دورہ کیا اور عوام میں جہادی روح پھونک دی۔ پوری قوم کو قادیانیت کے خلاف صف آرا کردیا۔ تحریک کے بڑھتے ہوئے زور کو توڑنے کے لئے حکومت نے ختم نبوت کے ہزاروں کارکنوں کو مختلف دفعات کے تحت پابند سلاسل کردیا۔ جلوسوں پر لاٹھی چارج کیا، ہزاروں کارکن زخمی ہوگئے، بہت سے مقامات پر قادیانیوں نے مسلمانوں پر فائرنگ کی جس سے کئی مسلمان شہید ہوگئے، چنانچہ مسلمانوں نے مشتعل ہوکر قادیانیوں کے کئی مکانات اور دکانیں جلا دیں۔ تحریک دن بدن زور پکڑتی گئی۔ علماء، خطباء، مقررین اور اخبارات و رسائل نے اپنا اپنا سرگرم کردار ادا کیا۔ ملت اسلامیہ کے ہر طبقہ، ہر فرد نے عشق رسول ﷺ اور غیرت ملی کا ثبوت دیا۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے مسلمانوں کو قادیانی عقائد سے آگاہ کرنے کے لئے لاکھوں کی تعداد میں ہینڈ بل اور پمفلٹ تقسیم کیے اور انہیں کلیدی آسامیوں پر بیٹھے لوگوں تک پہنچانے کا انتظام کیا۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر قادیانیوں کے خلاف سوشل بائیکاٹ تحریک چلائی گئی جس نے قادیانیت کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ مسلمانوں نے قادیانی دوکانداروں سے سودا لینا بند کر دیا اور مسلمان دوکانداروں نے قادیانیوں کو سودا سلف دینے سے صاف انکار کر دیا۔ گلی محلوں میں قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔ مسلمان لوگوں نے قادیانی ہمسایوں سے بول چال اور لین دین ترک کر دیا۔ جس سے قادیانیت بلبلا اٹھی اور بہت سے قادیانی قادیانیت سے توبہ کر کے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ مجلس عمل نے 14 جون کو ملک میں درۂ خیبر سے کراچی اور لاہور سے کوئٹہ تک تاریخ ساز ہڑتال کی، جس نے حکومت کو ہلا کر رکھ دیا۔

قادیانیت کو بپھرے ہوئے حصار میں دیکھ کر برطانوی گماشتہ سر ظفر اللہ خان نے بیرونی ممالک کے دورے شروع کر دیئے اور بیرونی حکومتوں بھٹو حکومت پر پریشر ڈلوانا شروع کیا۔ ظفر اللہ خان نے لندن میں ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا اور الزام لگایا کہ پاکستان میں حکومت قادیانیوں کے تحفظ میں ناکام رہی ہے۔ اس نے عالمی اداروں سے مدد کی اپیل کرتے ہوئے واویلا مچایا کہ فوراً قادیانیت کی مدد کے لئے پاکستان پہنچیں۔ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر نے ایسوسی ایٹڈ پریس امریکہ کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ قادیانیت کے خلاف فسادات بھٹو کی پارٹی نے کرائے ہیں اور اس طرح حکمران جماعت اپنی بگڑی ہوئی ساکھ کو بحال کرنا چاہتی ہے۔ اس نے زور دیتے ہوئے کہا کہ خواہ وہ قتل ہو جائے لیکن اپنے مسلک سے باز نہیں آئے گا۔ قادیانیت کو اسلام کی جانب پلٹنے اور تحریک سے خوفزدہ ہوتے دیکھ کر مرزا ناصر کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔ اس نے ان کے مسمار حوصلوں کو دوبارہ تعمیر کرنے کے لئے مرزا قادیانی کا یہ "الہام" چناب نگر کے در و دیوار پر لکھوا دیا: "خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آ رہا ہے۔" لیکن نہ قادیانی خدا آیا اور نہ قادیانی فوجیں آئیں اور مرزا قادیانی کا یہ "الہام" ملت اسلامیہ کے بپھرے ہوئے سیلاب کے سامنے خس و خاشاک کی طرح بہہ گیا۔ ختم نبوت کا مسئلہ مندرجہ ذیل قرارداد کی صورت میں قومی اسمبلی میں پہنچ گیا۔

"ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوشش کا حصہ ہے جو اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد کی مذکورہ نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی راہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں دائرہ اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو اپریل 1974 کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر سے 140 مسلم تنظیموں اور اداروں نے شرکت کی، متفقہ طور پر یہ قرارداد ظاہر کی گئی کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے لئے ایک تخریبی تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ اس اسمبلی کو اعلان کی کارروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے مسلمان نہیں، اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے، تا کہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق اور تحفظ و مفادات کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔"

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غور کے لئے دو مہینے میں 28 اجلاس اور 96 نشستیں کیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ممبران قومی اسمبلی کو "ملت اسلامیہ کا موقف" نامی کتاب پیش کی گئی، جبکہ قادیانیوں اور لاہوریوں نے اپنے موقف میں لٹریچر تقسیم کیا۔ قومی اسمبلی میں مرزا ناصر پر گیارہ روز میں 42 گھنٹے جرح کی گئی اور لاہوری شاخ کے امیر صدر الدین پر 7 گھنٹے جرح کی گئی۔ دوران جرح مرزا ناصر کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور اوٹ پٹانگ باتیں کرتا گھبراہٹ میں بار بار پانی مانگتا اور کبھی لاجواب ہو کر بالکل ساکت ہو جاتا۔ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو پر بہت زیادہ بیرونی دباؤ تھا اور وہ مسئلہ کو حل کرتے نظر نہ آتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں اس نوے سالہ مسئلہ کو چند دنوں میں کیسے حل کر سکتے ہیں۔ مجلس عمل کے ارکان سے ان کی کئی ملاقاتیں ہوئیں، لیکن بات کسی نتیجہ پر نہ پہنچی اور آنے والے حالات انتہائی خوفناک نظر آنے لگے۔ آخری دن بڑا نازک تھا۔ وزیراعظم مانتے نہ تھے۔ ادھر مجاہدین ختم نبوت سروں پر کفن باندھ کر جانیں قربان کرنے کے لئے تیار تھے۔ شام کو حالات مزید کشیدہ ہو گئے۔ حکومت نے پولیس اور انٹیلی جنس اداروں کو چوکنا کر دیا۔ بڑے بڑے شہروں میں فوج تعینات کر دی گئی۔ بھاری اسلحہ کے انبار لگا دیئے گئے۔ ہزاروں کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ تحریک کے لیڈران کی فہرستیں تیار کر لی گئیں۔ گویا آنکھوں کے آگے جنگ کی ایک خوفناک تصویر نظر آ رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے پاکستان اور مسلمانوں پر خصوصی کرم فرمایا اور حالات نے ایک خوشگوار کروٹ لی اور مولانا مفتی محمودؒ جو مجلس عمل کے ایک نمائندہ کی حیثیت سے اپنے رفقاء کے ہمراہ وزیراعظم سے ملے اور ان سے کہا: "ہم مذاکرات کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ ہم آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ نہیں مانتے، مجلس عمل والوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ نہیں مانتے، آپ ہی بتایئے ہم کیا کریں؟ وزیراعظم نے غصہ میں جواب دیا، میں نہیں جانتا مجلس عمل کون ہوتی ہے، میں تو آپ لوگوں کو جانتا ہوں، آپ اسمبلی کے معزز رکن ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ میں بھی ایک حلقہ انتخاب کا نمائندہ ہوں، اس لئے میں بھی اسمبلی کا ممبر کہلاتا ہوں، مگر آنجناب کو بتانا چاہتا ہوں کہ "مجلس عمل" کسی ایک حلقہ انتخاب کی نمائندہ نہیں بلکہ وہ اس وقت پاکستان کے ساتھ سات کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کر رہی ہے۔ کیسی عجیب منطق ہے کہ آپ ایک حلقہ کے نمائندہ کو تو عزت و احترام کا مقام دینے کو تیار ہیں، مگر قوم کے سات کروڑ افراد کی نمائندہ مجلس عمل کو آپ پائے حقارت سے ٹھکرا رہے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ میں ان سے جا کر کہہ دیتا ہوں کہ وزیراعظم پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی بات سننے کو تیار نہیں۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی یہ منطق کام کر گئی اور بھٹو صاحب رضا مند ہو گئے اور انہوں نے مجلس عمل کی مجوزہ قرارداد پر دستخط کر دیئے۔ اس طرح 7 ستمبر کو 4 بجے کر 35 منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا گیا۔

پوری امت مسلمہ اس فیصلہ پر جھوم اٹھی۔ اہل ایمان میں مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ گئی۔ مسیلمہ کذاب کی ذریت رسوائی کی علامت بن کر رہ گئے۔

☆☆☆

اسلام' قرآن اور نبی آخرالزماں ﷺ کی بے حرمتی۔ آخر کیوں؟

ابوالحسن زاھد

گزشتہ دنوں نائن الیون 2012ء کے موقع پر امریکہ میں توہین رسالت پر مبنی متنازعہ فلم "انوسنس آف مسلمز" منظر عام پر آئی۔ یہ متنازعہ فلم مصری قبطی تارکین وطن کے تعاون سے بنائی گئی ہے۔ اس فلم میں اسلام اور نبی آخرالزماں ﷺ کے بارے میں سخت نازیبا کلمات کہے گئے ہیں۔ اس فلم کو اسرائیلی نژاد امریکی سام باسیل نے ڈائریکٹ کیا ہے اور اس فلم کے بنانے پر تقریباً 50 لاکھ امریکی ڈالر خرچہ آیا ہے جو 100 یہودی تاجروں نے ادا کیا ہے۔ اس فلم کی تشہیر میں ٹیری جونز پیش پیش ہے اور اس نے اس فلم کے کچھ حصے اپنے گرجا گھر میں بھی دکھائے ہیں۔

اس فلم کی نمائش پر پاکستان سمیت پورے عالم اسلام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور پوری اُمت مسلمہ اس فلم کی نمائش پر سراپا احتجاج ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق لیبیا میں اس فلم پر احتجاج کرنے والوں نے امریکی قونصل خانے پر حملہ کرکے اسے آگ لگا دی اور اس میں موجود امریکی سفیر کرسٹوفر سٹیونز اور تین سفارتی اہلکار ہلاک ہوگئے۔ اس واقعہ پر امریکی فوج کے سربراہ جنرل مارٹن ڈیمپسی نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے امریکی پادری ٹیری جونز سے اپیل کی ہے کہ وہ فلم کی حمایت واپس لے اس لیے کہ یہ امریکی اہلکاروں کے لیے نقصان دہ ہے۔

نائن الیون کے خودساختہ واقعہ کے بعد پوری دنیا میں ایک سازش کے تحت مسلمانوں کو "انتہا پسند" قرار دے دیا گیا اور غیر مسلم کیمونٹی کی جانب سے مسلمانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ حالانکہ اگر واقعاتی لحاظ سے دیکھا جائے تو یہود ونصاریٰ سے زیادہ انتہا پسند کوئی طبقہ نہیں ہے اس لیے کہ اُن کی جانب سے آخری آسمانی ہدایت نامے قرآن حکیم آخری آسمانی مذہب اسلام اور آخری آسمانی نبی حضرت محمد ﷺ کی کئی بار بے حرمتی کی گئی ہے۔ اس حوالے سے سب سے بڑا واقعہ اپریل 2011ء میں پیش آیا جب امریکی ریاست فلوریڈا کے پادری ٹیری جونز نے مبینہ طور پر ایک خودساختہ عدالت میں مسلمانوں بلکہ تمام بنی نوع انسان کی مقدس کتاب قرآن کے خلاف مقدمے میں اس کے نسخے کو نذر آتش کرنے کا فیصلہ سنایا تھا اور پھر قرآن کی ایک جلد کو نذر آتش بھی کیا گیا تھا۔ ٹیری جونز کی طرف سے نائن الیون 2010ء کو بھی قرآن کو نذر آتش کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ امریکی صدر اور افغانستان میں تعینات نیٹو افواج کے امریکی کمانڈر کی طرف سے ایسی کسی کارروائی کو امریکی فوجیوں کے لیے نقصان دہ قرار دیتے ہوئے اس سے باز رہنے کی اپیل کے بعد اس نے اپنا فیصلہ ملتوی کر دیا تھا۔ ایک دفعہ پھر یہی اسلام دشمن ملعون پادری ٹیری جونز اس متنازعہ فلم کی تشہیر میں پیش پیش ہے۔

مسلمانوں کو انتہا پسند کہنے والے اپنے گریبانوں میں کیوں نہیں جھانکتے۔ وہ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ کیا کسی مسلمان (جو خود بھی امن پسند ہیں اور امن کے داعی بھی ہیں) نے یہودیوں کی مقدس کتاب "تورات" اور عیسائیوں کی مقدس کتاب "انجیل" کی کبھی بے حرمتی کی ہے؟ کیا کسی مسلمان نے ان مقدس کتابوں کے اوراق کو جلایا ہے؟ کیا کسی مسلمان نے کبھی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی شان میں گستاخی کی ہے؟ حالانکہ یہود و نصاریٰ کی جانب سے کئی بار حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی ہے' کبھی اُنؐ کے خاکے شائع کرکے اور کبھی اُنؐ کی شبیہ بنا کر۔

میری ناقص سوچ کے مطابق گزشتہ دنوں امریکہ میں ریلیز ہونے والی فلم اور اس سے پہلے اسلام' قرآن اور نبی آخرالزماں ﷺ کی توہین پر مبنی واقعات ایک سازش کے تحت کیے جا رہے ہیں۔ ان جیسے واقعات کا مقصد اُمت مسلمہ کے جذبہ ایمانی کی حرارت کو جانچنا ہے کہ اُمت مسلمہ کا جذبہ ایمانی دنیاداری میں ڈوبنے کے بعد بھی باقی ہے یا نہیں۔ یہود ونصاریٰ کو ہر بار منہ کی کھانی پڑتی ہے جب اس جیسے واقعات پر پوری اُمت مسلمہ' اجتماعی سطح پر نہ سہی انفرادی سطح پر ہی' سراپا احتجاج بن جاتی ہے۔ یہود ونصاریٰ کو یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ گزشتہ تمام آسمانی کتابوں اور سابقہ تمام انبیاء کرامؑ کو ماننا اور ان کا احترام کرنا ایک مسلمان کے دین کا لازمی جزو ہے۔ اسی لیے یہود ونصاریٰ کی جانب سے اسلام' قرآن اور نبی آخرالزماں ﷺ کی بے حرمتی کے اتنے واقعات رونما ہونے کے باوجود کبھی کسی مسلمان نے انتقام لینے کی غرض سے کسی آسمانی کتاب کی بے حرمتی یا سابقہ انبیاء میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنے کا سوچا تک نہیں۔ قارئین ان واقعات کی روشنی میں خود اندازہ لگالیں کہ کون "انتہا پسند" ہیں اور کون "امن پسند"۔

اس ضمن میں یہ بھی یاد رکھیں کہ اُمت مسلمہ کو احتجاج برائے احتجاج سے پرہیز کرنا چاہیے اور ایسا لائحہ عمل طے کرنا چاہیے کہ جس سے توہین رسالت جیسے واقعات مستقبل میں رونما نہ ہوں۔ اس حوالے سے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ہر ملک کے مخیّر حضرات کو چاہیے کہ وہ اپنے ممالک میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت مطہرہ پر مشتمل کتابوں کو خرید کر وہاں موجود غیر مسلموں میں مفت تقسیم کریں۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ جو غیر مسلم بھی نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو ایک بار پڑھ لے گا وہ کبھی بھی اس مقدس ہستی کی توہین کرنے کے بارے میں سوچے گا بھی نہیں۔ اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ کی سیرت ہے ہی ایسی کہ ایک بار جو اس کا مطالعہ کر لیتا ہے وہ آپؐ کی سیرت کے سحر میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ توہین رسالت کے واقعات تسلسل سے اس لیے رونما ہو رہے ہیں کہ اُن غیر مسلموں کو پتہ ہی نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی ہستی آخر ہے کیا۔ جب غیر مسلموں کی نظر سے ایک بار آپؐ کی سیرت کے چند واقعات گزر جائیں گے تو ان شاءاللہ ان کو ہدایت نصیب ہوگی اور اگر کوئی ہدایت یافتہ نہ بھی ہوا تب بھی وہ توہین رسالت کا سوچے گا بھی نہیں۔

حضرت سیدنا بلال بن رباح ؓ

فرقان دانش

مستند روایت ہے کہ حضرت بلال ؓ ہجرت سے تقریباً 43 سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ تھا۔ ان کی والدہ خایہ سراۃ کی باندیوں میں سے تھیں۔ حضرت بلال ؓ کی پرورش مکہ میں قبیلہ قریش کی مشہور و معروف شاخ بنی جمح میں ہوئی۔ جب رسول ﷺ نے علی الاعلان توحید کی دعوت دی تو حضرت بلال ؓ نے بڑھ کر اس دعوت کو قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ کے تینوں معروف موذن حضرت بلال ؓ، حضرت ابو محذورہ اور حضرت عمرو بن کلثوم میں سے ابو محذورہ کا تعلق بھی قبیلہ بنو جمح ہی سے تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت بلال ؓ کے مسلمان ہونے کے بعد ان کے آقا کے ہاتھوں ان پر سخت مظالم ہوتے دیکھے تو انھوں نے رسول خدا ﷺ کا حکم و اشارہ پاتے ہی خرید لیا۔ آپ ؓ کو پانچ اوقیہ سونے میں خریدا گیا تھا۔ حضرت بلال ؓ کے آقا نے خریدنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے کہا کہ اگر تم ان کو ایک اوقیہ سونے میں بھی خریدتے تو میں ان کو تمہارے ہاتھ بیچ ڈالتا۔ اس پر حضرت ابوبکر ؓ نے جواب دیا کہ اگر تم ان کو ایک سو اوقیہ پر بھی فروخت کرتے تو بھی ان کو خرید لیتا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال ؓ اور ان جیسے دیگر کمزور مسلمانوں کی کفایت میں شرکت کرنا چاہی تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جواب دیا۔ "یا رسول اللہ ﷺ میں نے تو ان کو خرید کر آزاد بھی کر دیا ہے۔" اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنا معتمد اور خزانچی بنا لیا۔ اس کے بعد حضرت بلال ؓ رسول اللہ ﷺ کے خزانچی بھی رہے اور اذان کے آغاز کے بعد مسلمانوں کے مؤذن اوّل مقرر ہوئے۔

حضرت بلال ؓ نہ صرف مکہ اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ رہے بلکہ سفر و حضر اور تمام غزوات میں بھی ان کے ہمرکاب رہے اور جس طرح رسول اللہ ﷺ کو مسجد نبوی کی تعمیر اور اس میں پہلی اذان سننے کا شرف حاصل ہوا، حضرت بلال ؓ کو اس مسجد میں پہلی اذان دینے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت بلال ؓ کا معمول تھا کہ جب وہ اذان سے فارغ ہو جاتے تو رسول اللہ ﷺ کے دولت کدہ پر حاضر ہو کر حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح، یا رسول اللہ ﷺ کی صدا لگاتے اور جب رسول اللہ ﷺ کو تشریف لاتے دیکھتے تو اقامت شروع کر دیتے تھے۔

حضرت بلال ؓ کے معمولات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ مسجد نبوی کی تعمیر سے قبل رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک نیزہ لیے ساتھ ساتھ چلا کرتے تھے اور جہاں اور جس وقت نماز کھڑی ہوتی تو وہ نیزہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے گاڑ دیتے تھے۔ یہ نیزہ ان نیزوں میں سے ایک تھا جو نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجے تھے۔

مدینہ پہنچ کر جب رسول اللہ ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے مابین اخوت و مواخات کے سلسلہ کی بنیاد ڈالی اور ایک مہاجر کو دوسرے انصاری کا دینی بھائی بنا دیا تو حضرت بلال ؓ کو خالد بن رویحہ کا بھائی بنا دیا۔ ان کے درمیان یہ تعلق دونوں کی موت تک قائم رہا۔

ایک رات رسول اللہ ﷺ نے خواب میں جنت میں اپنے آگے حضرت بلال ؓ کے جوتوں کی چاپ سنی، نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت بلال ؓ سے دریافت کیا۔

"بلال، اسلام لانے کے بعد اجر کے اعتبار سے تم کس عمل کی بابت زیادہ پُر امید ہو؟ میں نے ایک رات خواب میں تمہارے دونوں جوتوں کی چاپ جنت میں سنی ہے۔" جواب میں حضرت بلال ؓ نے اپنے زہد و اتقا کا ذکر کیا' نہ اپنے جہاد کا' نہ اپنے مصائب و آلام پر صبر کا اور نہ ہی اپنی امانت و دیانت اور نہ اپنے تسلیم و رضا کا بلکہ جواب میں صرف اس قدر کہا: "میرے نزدیک اجر و ثواب کے لحاظ سے کوئی عمل طہارت و پاکیزگی سے بڑھ کر نفع بخش نہیں ہے۔ میں طہارت و صفائی کا ہر وقت اہتمام رکھتا ہوں اور صبح سے شام تک کسی وقت کی نماز کے لیے بھی مجھے از سر نو وضو یا طہارت حاصل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔"

حضرت بلال ؓ نبی کریم ﷺ کے ساتھ زمانہ جنگ و امن اور سفر و حضر میں ہر وقت بحیثیت ایک جاں نثار باڈی گارڈ کے ساتھ رہا کرتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح کا محافظ نہیں سمجھا جیسا کہ امراء و سلاطین کے یہاں سمجھا جاتا ہے۔

دراصل حضرت بلال ؓ نے از خود اپنے ذمہ رسول اللہ ﷺ کی معیت و نگرانی کے فرائض لے لیے تھے کیونکہ ان کو آپ کے دیدار اور آپ کی رفاقت سے روحانی سرور اور قلبی سکون حاصل ہوتا تھا۔ گرمیوں میں جب رسول اللہ ﷺ سفر پر روانہ ہوتے تھے تو حضرت بلال ؓ سفر کے دوران جب دھوپ سخت ہو جاتی تھی، حضور اکرم ﷺ پر سایہ کرنے کے لیے کسی کپڑے کا بندوبست کیا کرتے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کبھی ان سے ایسی فرمائش نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ سے اپنی بے پناہ محبت کے باعث حالتِ جنگ میں میدان کارزار میں آپ کے لیے چمڑے کا ایک خیمہ نصب کر دیتے تھے جہاں سے حضور اکرم ﷺ ہر چیز کا مشاہدہ فرما سکتے تھے اور احکامات جاری کر سکتے تھے۔

خانہ کعبہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو خانہ کعبہ پر چڑھ کر اذان دینے کا حکم دیا۔ آپ ؓ نے فوراً حکم رسول ﷺ کی تعمیل کی۔ اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ تین خوش نصیب آدمی اور بھی تھے۔ ایک خانہ کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ ؓ، دوسرے حضرت اسامہ بن زید ؓ اور تیسرے

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ۔حضور ﷺ کے وصال تک حضرت بلال رضی اللہ عنہ مجاہد کی حیثیت سے جنگوں میں شریک رہے اور آپ کے وصال کے چند دن بعد تک اذان بھی دیتے رہے لیکن اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دینے سے انکار کر دیا اور اپنے اس انکار پر مصر بھی رہے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ جب وہ اذان کے دوران اشھد ان محمد رسول اللہ کہتے تو بے ساختہ رونے لگتے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ سننے والے بھی رونے لگتے تھے۔ انھیں اس مقام پر کھڑے ہوکر جہاں ان کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف اور چہرہ انور کو دیکھتے رہنے کا فخر حاصل رہتا تھا اب اذان دینا گوارا نہ تھا چنانچہ مکہ اور مدینہ سے بے انتہا محبت ہونے کے باوجود وہاں سے چلے جانے پر مجبور ہو گئے اور ساٹھ سال کی عمر میں جو آرام سے زندگی گزارنے کا وقت ہوتا ہے، جہاد کی زندگی گزارنے پر تیار ہو گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ترک اذان کے ساتھ خود ان سے بھی رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے شدید اصرار پر مجاہدین کے ساتھ ان کو شام جانے کی اجازت مرحمت فرمادی، چنانچہ وہاں پہنچ کر وہ متعدد معرکوں میں شریک بھی ہوئے، اس کے بعد وہ دمشق کے قرب و جوار میں حکومت سے تھوڑی سی زرعی اراضی لے کر آباد ہو گئے اور وہیں اس پر کاشت کاری کر کے اس کی پیداوار پر گزر بسر کرنے لگے۔ اس کے بعد ان کے متعلق کوئی اطلاع سوائے اس کے نہیں ملتی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی دعوت پر انھوں نے ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خاطر اذان بھی دی تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات تقریباً ستر برس کی عمر میں ہوئی اس لیے کہ ترجیحی قول کے مطابق وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہم عمر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات عمواس کے طاعون میں ہجرت کے بیسویں یا اکیسویں سال ہوئی۔ وہ اپنی موت کے بڑے خواہاں تھے کیونکہ وہ اپنی موت کو اپنے محبوب نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کا سبب سمجھتے تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات دمشق میں ہوئی اور باب الصغیر کے نزدیک دفن ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ بڑے بڑے علماء و مشائخ کے دلوں میں بھی ان کی درد بھری آواز سے سخت ہیجانی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ اور جید صحابہؓ آپؓ کو سیدنا بلال (ہمارے آقا بلال) کہہ کر پکارتے تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ متوازن الطبع اور مساوئ الفطرت انسان تھے۔ جن اوصاف و اخلاق سے آپ متصف تھے ان میں امانت، دیانت، اطاعت و محبت اور صدق و صفا کے اوصاف شامل ہیں لیکن اس کے ساتھ دشمنی اور سخت دلی کے موقع پر ان میں دشمنی اور قساوتِ قلبی کے آثار بھی پائے جاتے تھے مگر وہ پہل نہیں کرتے تھے اور عناد میں بھی حق و صداقت، ایمان اور فکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تمام مسلمانوں میں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ انھوں نے جب اپنے ایک حبشی نژاد بھائی کے لیے ایک آزاد عرب خاتون کا رشتہ مانگا تو قبول کر لیا گیا۔ اتنی بڑی یہ رعایت و منزلت ان کو ایک ایسی قوم کی جانب سے مل رہی تھی جس کو اپنی نسبی شرافت اور غیر مخلوط نسلی عظمت پر بڑا غرور و فخر تھا۔

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distanceleaming@tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

(بقیہ: عشق تمام مصطفیٰ ﷺ)

اس وقت پتلے جلانے، جھنڈے پھاڑنے کی نہیں۔ دنیا کو اجڈ، گنوار، وحشی، نشے میں دھت ان نیم پاگلوں سے آزاد کروانے کی ہے۔ دنیا میں انہیں سب سے بڑا دشمن اسلام اور شریعت نظر آتی ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے وہ انہیں ایک باللباس، باحیا اجلی، پاکیزہ زندگی کی طرف لے کر جاتی ہے۔ انہوں نے افغانستان کو شریعت سے آزاد کروانے کے لئے اجاڑا۔ کیا دیا؟

میزائل بموں کے علاوہ عریانی، فحاشی، نائٹ کلب، شراب، ہیروئن۔ اس اخلاقی آلودگی کے پلندے کو وہ آزادی کے نام سے موسوم کرتے ہیں اب جبکہ بارہ سال کی بوئی فصل وہ تابوتوں کی شکل میں کاٹ رہے ہیں تو پوری دنیا اب انہیں القاعدہ کا قاعدہ پڑھتی دکھائی دے رہی ہے۔ مالی کے شمال میں امارات اسلامی قائم ہونے سے ان کی سٹی گم ہے کیونکہ اس خطے میں مہذب لباس، اباحیت اور مغربی مادر پدر آزادی سے پاک نصاب تعلیم، شرعی قوانین، تجارتی بے ایمانی، دھوکہ دہی اور سودی کاروبار سے پاک معیشت، نماز کا قیام عمل میں آرہا ہے۔ ہیری، ولیم تہذیب، کلنٹن، برلسکونی تہذیب کی موت اس میں مضمر ہے لیکن قوموں کی زندگی اسی پاکیزگی کو ترس رہی ہے جو سیاسی، معاشی، معاشرتی، اخلاقی استحصال سے سسکتی انسانیت کو نجات دلا سکے۔ اگر نبی سے محبت ہے تو اس نظام کی بحالی کے لئے صف آراء ہو جایئے۔ وفا کا حق بھی ادا ہو جائے گا اور اللہ کے وعدے بھی ان شاء اللہ پورے ہوں گے۔ بہ زبان اقبال:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت''19 ستمبر 2012ء)

ضرورت رشتہ

کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم ایم اے، ڈپلوما مونٹیسوری سکول، ایک سالہ قرآن فہمی کورس، قد 5.2، خوبصورت، خوب سیرت، خوش اخلاق، پابند صوم و صلوۃ کے لئے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ اور برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0345-2738870

اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کے فضائل

حافظ محمد زاهد
pmzahids@yahoo.com

اس کائنات کی بہت سی چیزوں کو دوسری چیزوں پر فوقیت حاصل ہے مثلاً جمعہ کے دن کو باقی دنوں پر' ماہِ رمضان کو باقی گیارہ مہینوں پر اور لیلۃ القدر کو رمضان کی باقی راتوں پر۔ اسی طرح اس کائنات میں بہت سے انسان ایسے ہیں جن کو تمام بنی نوع انسان پر مختلف خصوصیات کی بنا پر فوقیت حاصل ہے مثلاً انبیاء کو غیر انبیاء پر اور پھر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بھی نبی کریم ﷺ کو باقی سب پر فوقیت حاصل ہے۔ اسی طرح وہ عورتیں جو نبی کریم ﷺ کے نکاح میں رہیں (چاہے قلیل مدت یا زیادہ مدت' جنہیں ازواج مطہرات اور اُمہات المؤمنین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے) ان کو بھی بنی نوع انسان کے طبقہ نسواں پر فضیلت حاصل ہے۔

اس مضمون میں اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کی اُن چند عمومی خصوصیات کا ذکر کیا جا رہا ہے جو ان ازواج مطہرات کی فضیلت اور فوقیت کا باعث ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا انتخاب

ازواج مطہرات کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے خود منتخب کیا اور پھر ان عورتوں نے بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کیا۔ ہم اور آپ ان عورتوں کی فضیلت کا کیا اندازہ کر سکتے ہیں جن کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے لئے منتخب کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ﴾ (الاحزاب:52)

”ان عورتوں کے علاوہ اور عورتیں آپؐ کے لئے حلال نہیں ہیں اور نہ یہ (درست ہے) کہ آپ ان بیویوں کی جگہ دوسری بیویاں کرلیں، اگرچہ آپ کو ان کا حسن بھا جائے۔“

نبی کریم ﷺ کی ازواج ہونے کا اعزاز

ان پاکیزہ عورتوں کا ایک بے مثل اعزاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن پاک میں چھ مقامات (سورۃ الاحزاب میں چار جگہ اور سورۃ التحریم میں دو جگہ) پر ”ازواج النبیؐ“ کے معزز لقب سے نوازا۔ عربی زبان میں زوج کا لفظ مشابہ چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ جو اخلاق عالیہ کا نمونہ اور چلتا پھرتا قرآن تھے تو آپؐ کی بیویاں بھی اپنے اخلاق اور کردار میں رسول اللہ ﷺ کے کسی قدر مشابہ تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ازواج مطہرات نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشکل سے مشکل حالات میں بھی صبر سے کام لیا اور کوئی شکوہ زبان پر نہیں آنے دیا۔ ازواج مطہرات کی یہی خصوصیت تھی جس کی بنا پر نبی کریم ﷺ کو سکون قلب حاصل ہوتا تھا جو اس رشتے کا لازمی تقاضا ہے۔ سورۃ الروم (آیت:21) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ﴾

”اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔“

قرآن نے اسی سکون کے حصول کے لئے ایک دعا بھی تعلیم فرمائی ہے۔

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان)

”اے ہمارے رب! تو ہمیں عطا کر ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔“

یہاں یہ بات بھی نوٹ کرلیں کہ جن انبیاء کی بیویوں نے ان کے عقائد کو تسلیم نہیں کیا قرآن نے ان کے لئے ”زوج“ کا لفظ نہیں بلکہ ”امراۃ“ کا لفظ استعمال کیا ہے مثلاً حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو قرآن نے ”امراۃ“ (الاعراف:83) کے لفظ سے یاد کیا ہے اس لئے کہ اس نے اپنے شوہر کے عقائد کو تسلیم نہیں کیا۔

مؤمنین کی مائیں ہونے کا اعزاز

نبی کریم ﷺ کی ازواج کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام مؤمنین کی مائیں قرار دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ان کا احترام اور عزت بھی اپنی سگی ماؤں کی طرح کرو۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب (آیت 6) میں فرمایا:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ﴾

”نبی (ﷺ) مؤمنین کے ساتھ ان کے نفس سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپؐ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔“

آیت کا پہلا حصہ نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کے تعلق کی نوعیت کو بیان کرتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا مسلمانوں سے جو تعلق ہے وہ تمام دوسرے انسانی تعلقات سے بالاتر ہے اور کوئی دوسرا تعلق ذرہ برابر بھی اس سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ محمد ﷺ مسلمانوں کے لیے اُن کے ماں باپ اور اولاد سے بھی بڑھ کر شفیق و رحیم اور خیر خواہ ہیں۔ اس حوالے سے مسلمانوں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ محمد ﷺ کو اپنے ہر رشتے سے بڑھ کر محبوب جانیں اور آپؐ کی آراء اور فیصلوں کو اپنی آراء اور فیصلوں پر مقدم رکھیں۔

اس آیت کے دوسرے حصہ میں نبی اکرم ﷺ کی ازواج اور عام مسلمانوں کے تعلق کی نوعیت کو بیان کیا گیا ہے کہ تمام ازواج مسلمانوں کی ماؤں کا درجہ رکھتی ہیں۔ امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”حضور ﷺ کی ازواج مطہرات حرمت اور احترام میں' عزت اور اکرام میں' بزرگی اور عظام میں تمام مسلمانوں میں ایسی ہیں جیسی خود کی اپنی مائیں۔ ہاں ماں کے اور احکام مثلاً خلوت یا ان کی لڑکیوں اور بہنوں سے نکاح کی حرمت یہاں ثابت نہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر)

ازواج مطہرات سے مؤمنین کا نکاح تا ابد حرام

اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو مؤمنین کی مائیں قرار دیا تو اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ

ان سے نکاح بھی تا ابد حرام ہو جس طرح ایک بیٹے کا اپنی سگی ماں سے نکاح حرام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی واضح الفاظ میں بیان کر دیا۔

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾﴾ (الاحزاب)

''اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ (جائز ہے) کہ تم آپؐ کے بعد آپؐ کی بیویوں سے کبھی بھی شادی کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑے (گناہ) کی بات ہے۔''

ازواج مطہرات تمام عورتوں سے افضل

ازواج مطہرات کی ایک اور خصوصیت جس کا ذکر قرآن میں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ان ازواج کی حیثیت دنیا کی باقی تمام عورتوں سے اعلیٰ اور منفرد ہے۔ اللہ تعالیٰ ازواج مطہرات کی اس فضیلت کو بیان کرتے ہوئے سورۃ الاحزاب' آیت 32 میں فرماتا ہے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾

''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔''

دوہرے اجر اور رزق کریم کی بشارت

ماقبل بیان کردہ آیت میں ان ازواج مطہرات کی فضیلت کو تقویٰ اور خدا خوفی سے منسلک کیا گیا ہے اور اس سے ماقبل آیات میں ان ازواج کو تقویٰ اختیار کرنے پر دوہرے اجر اور رزق کریم کی بشارت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾﴾ (الاحزاب)

''تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی اس کو ہم دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے ان کے لئے رزق کریم مہیا کر رکھا ہے۔''

عصمت وطہارت کا خصوصی انتظام

ازواج مطہرات کے بے شمار خصائص میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کے رفعت کردار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی عصمت وطہارت کا خصوصی انتظام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾﴾ (الاحزاب)

''نبی کی بیویو! اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور دور جاہلیت کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو' نماز قائم کرو' زکوٰۃ دو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تو چاہتا ہے کہ تم ''اہل بیت'' سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کرے۔''

اس آیت کو ''آیت تطہیر'' کہا جاتا ہے، اس لئے کہ اس میں اہل بیت کی تطہیر کا ذکر ہے۔

ازواج مطہرات بھی ''اہل بیت'' ہیں

عربی زبان اور عربی محاورات سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ عربی میں ''اہل بیت'' کے لفظ کا اولین مصداق بیوی ہوتی ہے۔ اسی طرح فارسی میں ''اہل خانہ'' اور اردو میں ''گھر والی'' بھی بیوی کو کہا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ''اہل بیت'' کا اولین مصداق ازواج النبی ﷺ ہیں۔ البتہ یہ بھی یاد رہے کہ جب یہ آیت تطہیر نازل ہوئی تو آپؐ نے حضرت فاطمہؓ' حضرت علی اور حضرات حسنین ؓ کو اپنے ساتھ ایک کملی میں لے کر فرمایا: ''اے اللہ! یہ بھی میرے ''اہل بیت'' ہیں ان سے بھی ہر طرح کی برائی اور گندگی کو دور فرما دے اور ان کو مکمل طور سے پاک صاف فرما دے''۔ نبی کریم ﷺ کی اس دعا کے نتیجے میں اس آیت اور اہل بیت کے مصداق میں ازواج النبی ﷺ کے ساتھ یہ پاکیزہ ہستیاں بھی شامل ہو گئیں۔ ان شخصیات کے علاوہ اہل بیت میں حضور ﷺ کی اولاد بھی شامل ہے جن میں آپؐ کی باقی تین بیٹیاں قابل ذکر ہیں۔

آیت تخییر اور ازواج کا آپؐ کو اختیار کرنا

ازواج کے لئے قرآن حکیم میں ''آیت تخییر'' بھی نازل ہوئی جس میں انہیں ایک اختیار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس اختیار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾﴾ (الاحزاب)

''اے نبیؐ! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو میں تم کو کچھ مال و متاع دیتا ہوں اور اچھے طریقے سے رخصت کرتا ہوں۔ اور اگر تم اللہ' رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو (سن لو) کہ اللہ نے تم میں سے نیک کرداروں کے لئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

روایات میں آتا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپؐ سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے پاس گئے اور فرمایا: ''میں تم سے ایک بات کہتا ہوں' جواب دینے میں جلدی نہ کرنا' اپنے ماں باپ سے رائے لے کر فیصلہ کرنا''۔ اس کے بعد آپؐ نے انہیں اللہ کا یہ حکم سنایا۔ یہ حکم سن کر حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: ''کیا اس معاملے میں میں اپنے ماں باپ سے پوچھوں گی؟ میں تو اللہ' اس کے رسول اور آخرت کو اختیار کرتی ہوں''۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ باقی ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے پاس گئے اور ہر ایک سے یہی بات فرمائی اور ہر ایک نے وہی جواب دیا جو اُم المؤمنین حضرت عائشہ ؓ نے دیا تھا۔

آیت تخییر کے نزول کے بعد ازواج مطہرات کا نبی آخر الزمان ﷺ کو اختیار کرنا بھی ان کی ایک فضیلت اور خصوصیت ہے جو انہیں بنی نوع انسان کی تمام عورتوں پر فوقیت دیتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی دائمی رفاقت کا شرف

ان ازواج نے جب آیت تخییر کے بعد دنیوی عیش وآرام پر آخرت اور نبی کریم ﷺ کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ عادت اس قدر پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پاکیزہ ہستیوں کو نبی کریم ﷺ کی ابدی زوجیت کے شرف سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ﴾ (الاحزاب:52)

''ان عورتوں کے علاوہ اور عورتیں آپؐ کے لئے حلال نہیں ہیں اور نہ یہ (درست ہے) کہ آپ ان بیویوں کی جگہ دوسری بیویاں کر لیں اگرچہ آپ کو ان کا حسن بھا جائے۔''

اس حکم کے نازل ہونے کے بعد آپؐ نے نہ کوئی اور شادی کی اور نہ کسی بیوی کو اپنے سے جدا فرمایا۔ دنیا کے علاوہ آخرت میں بھی ان پاکیزہ ہستیوں کو نبی کریم ﷺ کی ازواج ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔

☆☆☆

عصری تعلیمی ادارے اور قرآن کی تعلیم

ضمیر اختر خان

پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے۔ اسلام کے اصولوں کے مطابق ملکی معاملات کو چلانے کے لیے آغاز ہی میں وزیراعظم لیاقت علی خان مرحوم و مغفور نے پارلیمان میں قرارداد مقاصد پیش کی تھی جو ایوان نے منظور کر لی تھی۔ اس قرارداد کی روشنی میں ملک میں دستور سازی کی جاتی اور پھر اس پر دیانتداری سے عمل بھی ہوتا تو آج ہم ایک اسلامی فلاحی مملکت بن چکے ہوتے، جس میں ایک طرف اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائی کا اہتمام ہوتا اور دوسری طرف بندوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوتے۔ اسلامی فلاحی ریاست کے بنیادی فرائض میں عوام کی تعلیم و تربیت کا التزام کرنا بھی شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے دستور میں واضح طور پر لکھا ہے کہ حکومت عوام کے حقوق کی ادائی کا بندوبست کرے گی جس میں تعلیم و تربیت کو بنیادی حقوق (Fundamental Rights) کا درجہ حاصل ہوگا۔ لیکن 65 سال ہو رہے ہیں ابھی تک تعلیمی میدان میں خاطر خواہ ترقی نہیں ہوئی۔ اس حوالے سے مزید تشویش کا پہلو یہ ہے کہ مروجہ عصری نظام تعلیم میں قرآن مجید کی تعلیم کا سرے سے کوئی انتظام نہیں ہے۔ حال ہی میں پنجاب اسمبلی کی ایک خاتون رکن نے قرآن مجید کی تعلیم و تدریس کے حوالے سے قرارداد پیش کر کے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس پر اجر عطا فرمائے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ قومی اسمبلی میں موجود نامی گرامی علمائے کرام اسی طرح کی ایک قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کریں۔ اسی طرح ایوان بالا میں بیٹھے ہوئے علمائے کرام بھی اس کار خیر میں اپنا حصہ ڈالیں۔ مزید براں دوسری صوبائی اسمبلیوں جیسے سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخوا بشمول گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کے معزز ارکان بھی اگر اس نیک کام میں کوشش کریں تو ہمارے عصری تعلیمی نظام میں موجود بہت بڑا خلا پُر ہو جائے گا۔ ہماری عدلیہ بھی اپنا کردار اس طرح ادا کر سکتی ہے کہ وہ دستور پاکستان کی محافظ ہونے کے ناتے اور اس پر عمل درآمد کرانے کی ذمہ دار ہونے کے حوالے سے مرکزی و صوبائی حکومتوں کو پابند کرے کہ وہ قرآن مجید کو تمام تعلیمی اداروں میں جاری کریں۔

ہمارے ہاں جو دینی تعلیمی اداروں کا نظام ہے اس میں بھی قرآن مجید بالاستعاب نہیں پڑھایا جاتا۔ اگرچہ عربی زبان، دیگر فنون، فقہ، تفسیر اور احادیث کی تعلیم کے بعد ایک طالب علم اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ قرآن کا مفہوم سمجھ سکتا ہے، مگر قرآن کی وہ تاثیر کہ پڑھنے والا اس کو اپنی فطرت کی پکار سمجھے اور

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے رازی نہ صاحبِ کشاف

والا معاملہ نہیں ہو پاتا۔ اس پر قیاس کیجیے کہ وہ تعلیمی نظام جس میں قرآن کریم کے سکھانے کا کوئی معقول انتظام نہ ہو، اس سے فارغ التحصیل ہونے والے مسلمان بچوں کا دینی معیار کیا ہوگا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم دنیا و آخرت کی کامیابی کے مستحق بنیں تو ضروری ہے کہ ہم اپنے تعلیمی اداروں میں قرآن باترجمہ سکھانے کا اہتمام کریں۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا آخری اور مکمل کلام ہے جو ہمارے لیے ہدایت اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ ہمارے لیے قرآن مجید فیصلہ کن کلام کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس دنیا میں ہمارا عروج و زوال قرآن حکیم ہی سے وابستہ ہے۔

دینی اداروں پر زور دیا جاتا ہے کہ وہ عصری علوم کو اپنے نصاب میں شامل کریں، جس کا وہ اپنے بنیادی مقاصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اہتمام کر رہے ہیں۔ جیسے کمپیوٹر کی تعلیم کا سلسلہ تقریباً تمام مدارس میں شروع ہو چکا ہے۔ یہ توقع کی جانی چاہیے کہ عصری اداروں میں بھی مسلمان بچوں کو جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ کم سے کم درجے میں پورے قرآن مجید کا ترجمہ سکھانے کا بندوبست کیا جائے گا۔ یہ جدید نسل کا حق ہے اور والدین کے علاوہ حکومت وقت کا فرض ہے۔ نئی نسل کو قرآن و سنت کی تعلیمات سے روشناس کرانا دستوری طور پر بھی حکومت کی ذمہ داری ہے اور شرعی حوالے سے بھی ایک مسلمان حکومت کی ذمہ داریوں میں یہ شامل ہے کہ وہ عام شہریوں کی دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے۔ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق دوسرے خلیفۂ راشد سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے ایک خطبۂ جمعہ میں مسلم حکام کے فرائض کے بارے میں فرمایا کہ ان کا تقرر اس لیے کیا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دیں اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی تعلیم کا اہتمام کریں۔

گزشتہ ایک سال کے دوران کراچی کے پرائیویٹ سیکٹر کے پچاس کے لگ بھگ سکولوں میں تیسری جماعت سے آٹھویں جماعت تک پورے قرآن مجید کو پڑھانے کا تجربہ کیا جا رہا ہے جو کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اس ضمن میں مرکزی و صوبائی حکومتیں نیز گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر کی حکومتیں، کراچی کے نجی تعلیمی اداروں کے تجربے سے استفادہ کر سکتی ہیں۔ یہ کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے اور ''علم فاونڈیشن'' نامی ادارے کے تعاون سے اس کا آغاز ہوا ہے۔ اس ادارے کے کارکن فی الحال یہ عظیم کام بغیر کسی مالی منفعت کے فی سبیل اللہ انجام دے رہے ہیں۔ ان حضرات کا دعویٰ ہے کہ مطالعۂ قرآن کا جو طریقہ یہ تجویز کر رہے ہیں اُس کے تحت تعلیم قرآن طلبہ پر کوئی اضافی بوجھ لادے بغیر مروجہ اسلامیات کے عمومی نصاب کے ساتھ دی جائے گی۔ اس کے لیے کوئی اضافی وقت درکار نہیں ہوگا۔ کم و بیش ساڑھے چھ سالوں (تقریباً 350 گھنٹوں) میں طلبہ و طالبات پورے قرآن حکیم کے ترجمہ، مختصر تشریح، اہم مضامین اور عملی ہدایات سے واقف ہو جائیں گے۔ اس طرح ان کے لیے عملی زندگی قرآنی تعلیمات کے مطابق بسر کرنا سہل ہو سکے گا۔ یوں افراد کی تبدیلی ایک صالح معاشرے کے قیام کا ذریعہ بن سکے گی، ان شاء اللہ۔

ہم مختلف تعلیمی اداروں کے سربراہوں اور اساتذۂ کرام سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اپنے زیر انتظام تعلیمی اداروں میں قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ ساتھ نئی نسل کی اخلاقی و روحانی تربیت کا بھی خیال رکھیں۔ قوموں کے بننے اور بگڑنے میں اساتذہ کا بنیادی کردار ہے۔ کل قیامت کے دن اس حوالے سے سوال ہوگا۔ سیدنا حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(بقیہ صفحہ 16 پر)

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا!

محمد سمیع

اگر آپ اس شعر کے پڑھنے کے بعد محترم قاضی حسین احمد صاحب کی شخصیت پر غور فرمائیں تو آپ اس سے اتفاق کریں گے کہ مذکورہ شعران پر پوری طرح منطبق ہوتا ہے۔ وہ شعر ہے ؎

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامن یزداں

واقعہ یہ ہے کہ ان جیسی متحرک ہستی جماعت اسلامی میں کم کم ہی ملے گی۔ میاں طفیل محمد مرحوم کے بعد متعدد نمایاں اکابرین جماعت میں موجودگی کے علیٰ الرغم جماعت اسلامی کی امارت پر ان اکا فائز کیا جانا اور پھر سے ایک طویل عرصے تک عہدہ برآ ہونا ان کی شخصیت کی غیر معمولی صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ امارت کے دوران انہوں نے جو انقلابی اقدامات کئے ان میں نوجوانوں پر مشتمل ''پاسبان'' اور ''شباب ملی'' کی تشکیل، جماعت اسلامی میں ممبر شپ کا اجراء، ''اسلامی فرنٹ'' کا قیام شامل ہیں۔ راقم کو توقع یہ تھی کہ جس طرح میاں طفیل محمد مرحوم امارت سے سبکدوشی کے بعد پس منظر میں چلے گئے تھے، محترم قاضی صاحب کا معاملہ بھی یہی ہوگا لیکن اس کے برعکس وہ آج بھی اسی طرح نمایاں نظر آتے ہیں۔ مختلف مواقع پر ان کی طرف سے بیانات جاری ہوتے ہیں جس کو میڈیا اسی طرح نمایاں کرتا ہے جس طرح ان کے دور امارت میں کیا کرتا تھا اور ان کی تحریریں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔ متحدہ مجلس عمل کے صدر کی حیثیت سے بظاہر یوں نظر آتا ہے کہ وہ اس کی بحالی کے حق میں ہیں لیکن جماعت اسلامی میں سمع و طاعت کے پابند ہونے کی وجہ سے وہ خود اسے بحال نہیں کر سکتے۔ حال ہی میں ملی یکجہتی کونسل کی بحالی کے نتیجے میں انہیں اس کا صدر منتخب کیا گیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آج قوم علاقائی، لسانی حتیٰ کہ مذہبی بنیادوں پر اپنے انتشار کے عروج پر پہنچی ہوئی ہے اور اس صورتحال میں ملی یکجہتی کونسل کی صدارت ان کے لئے بڑے امتحان کی حیثیت رکھتی ہے۔ ملی یکجہتی کونسل نے ابتدائی طور پر مذہبی فرقہ واریت کو ختم کر کے مختلف مسالک اور مکاتب فکر میں یکجہتی کے فروغ کی کوششوں سے اپنی جدوجہد کا آغاز کیا ہے اور توقع ہے کہ وہ بتدریج دیگر سطحوں پر قوم میں موجود انتشار کو ختم کرنے کی کوششیں بھی کرے گی، جس کے نتیجے میں قوم میں وہی اتحاد پیدا ہوگا جس کا مظاہرہ تحریک پاکستان کے دوران نظر آیا تھا اور موجودہ ملکی مسائل سے عہدہ براہونے کے لئے قوم میں اسی قسم کا اتحاد وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

گزشتہ ماہ ملی یکجہتی کونسل کی جانب سے قومی اخبارات میں مساجد کے ائمہ وخطباء کے نام ایک اپیل نمایاں طور پر شائع ہوئی تھی جس میں ان سے گزارش کی گئی تھی کہ وہ اپنے خطابات جمعہ میں ان موضوعات پر اظہارخیال فرمائیں جو تمام مسالک و مکاتب میں مشترک ہوں۔ ماہ رمضان المبارک کے حوالے سے انہیں جو موضوع دیا گیا تھا وہ آنحضورﷺ کا خطبۂ شعبان المعظم تھا۔ مزید برآں فلسطین کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کو بھی زیر گفتگو لائیں اور چونکہ یوم آزادی جو ہمارے ہاں 14 اگست کو منایا جاتا ہے وہ اسی ماہ رمضان المبارک کے دوران آرہا تھا لہٰذا اس بات کو اجاگر کیا جائے کہ چونکہ پاکستان کا قیام جمعۃ المبارک کے دن اور اس کی ستائیسویں شب وقوع پذیر ہوا تھا لہٰذا قوم پر واضح کیا جائے کہ ہمیں یوم آزادی 14 اگست کی بجائے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو منانا چاہئے۔

واقعہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں مذہبی بنیادوں پر اتنی تفریق ہو چکی ہے اور ایک عرصہ دراز سے ائمہ وخطباء اپنے خطابات جمعہ میں اپنے ہی مذہب و مسلک کے مطابق عقائد پر گفتگو کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ جب تک اس پر اچھی طرح ہوم ورک نہ کیا جائے، انہیں مشترکہ موضوعات پر گفتگو کے لئے آمادہ کرنا محال ہوگا۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں اللہ کے گھروں یعنی مساجد کو مختلف مذاہب و مسالک میں عملی طور پر تقسیم کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے مذہبی فرقہ واریت کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ ہمارے ہاں جمعہ کے دن مساجد میں مختلف مسالک و مذاہب کے پیروکار نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے موجود ہوتے ہیں اور جب ائمہ وخطباء اپنے ہی مسلک کے عقائد پر گفتگو فرماتے ہیں جو بغیر دیگر مسالک و مذاہب کے عقائد کے رد کے مکمل نہیں ہوتے، تو وہ بھول جاتے ہیں کہ ان نمازیوں کے دلوں پر جو دیگر مسالک و مذاہب کے پیروکار ہیں جو ان کے سامنے موجود ہیں کیا گزر رہی ہوتی ہے اور اس کے دو نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اول تو جمعہ کے نمازیوں کی عظیم اکثریت ان کی ہوتی ہے جو پنج وقتہ نماز نہیں پڑھتے۔ وہ جب اس قسم کی گفتگو سنتے ہیں تو ان میں بیزاری پیدا ہوتی ہے اور وہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی سے بھی دور ہو جاتے ہیں۔ دوم ان کے دلوں میں مذہبی بنیادوں پر ایک دوسرے سے نفرت کا عنصر پیدا ہوتا ہے۔ یہی نفرت مذہبی بنیادوں پر انتشار کا ذریعہ بن رہی ہے۔ ہمارے دینی رہنماؤں کو اس بات پر زور دینا چاہئے کہ اللہ کے گھر کو اللہ ہی کا گھر رہنے دیا جائے نہ کہ انہیں مختلف مذہبی قبضہ گروپ کے حوالے کر دیا جائے۔ ہمارے ہاں اس پر باضابطہ قانون سازی ہونی چاہئے کہ مساجد میں کسی مذہبی فرقے کا بورڈ آویزاں نہیں ہونا چاہئے اور ائمہ وخطبہ کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ صرف ان دینی موضوعات کو زیر گفتگو لائیں جو تمام مذہب و مسالک کے درمیان مشترک ہوں۔ خیر یہ تو راقم کی ذاتی رائے تھی جو درمیان میں آگئی بہرحال اس موضوع پر گہرے غور و خوض اور بحث و تمحیص ہونی چاہئے۔

مجھے نہیں معلوم کہ ملی یکجہتی کونسل کی سطح پر اس اشتہار کے بعد کسی مانیٹرنگ کا انتظام کیا گیا ہے یا نہیں کیونکہ اس کے بعد ماہ شوال کے لئے کوئی اشتہار تا حال جاری نہیں کیا گیا۔ میں نے اپنے محلّہ کے مسجد کے خطیب سے جو ماشاء اللہ مفتی بھی ہیں اور کراچی کے ایک بہت بڑے مدرسے کے ممتحن بھی اور یہ مسجد بھی شہر کے ایک نمایاں مدرسے کے زیر انتظام ہے جب گفتگو کی تو معلوم

ہوا کہ انہیں مذکورہ اشتہار کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ مجھے توقع ہے کہ محترم قاضی حسین احمد صاحب بحیثیت صدر اس صورتحال پر غور فرمائیں گے، کیونکہ کسی ہوم ورک کے بغیر اس قسم کے اشتہارات کے مثبت نتائج کا برآمد ہونا مشکل نظر آتا ہے۔

میرے علم میں نہیں کہ ملی یکجہتی کونسل میں شامل رہنماؤں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو یوم آزادی منانے کے بارے میں کیا اہتمام کیا۔ میڈیا میں ایسی کوئی خبر یا کوئی تصویر نظر نہیں آئی جس میں ان میں سے کوئی رہنما کم از کم اپنے مقام پر قومی پرچم لہرا رہا ہو۔ ممکن ہے کہیں ایسا ہوا ہو اور حسب معمول میڈیا نے اسے نظر انداز کر دیا ہو کیونکہ ہمارے میڈیا کا دینی معاملات میں تعاون کا حال سب کو معلوم ہے۔ کم از کم ان اخبارات کو کہ جن کا تعلق کسی دینی جماعت یا حلقے سے ہو، انہیں یوم آزادی کا ایڈیشن رمضان المبارک کی ستائیسویں تاریخ کو شائع کرنا چاہیے تھا۔

بہر حال جیسا کہ راقم نے اس مضمون کی ابتدا میں محترم قاضی حسین احمد صاحب کے بارے میں اپنا تاثر پیش کیا ہے، توقع ہے کہ وہ ملی یکجہتی کی بحالی کو ایک چیلنج کی حیثیت سے قبول کریں گے اور اپنے کونسل کے ساتھیوں کے تعاون سے نہ صرف مذہبی فرقہ واریت کا سدباب کریں گے بلکہ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر قوم میں جو دیگر تفرقات (جیسے لسانی اور صوبائی تعصبات وغیرہ) پائے جاتے ہیں ان پر بھی قابو پانے کی تدابیر اور کوشش کریں گے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس قوم کو اسی طرح متحد کر دے جس طرح تحریک پاکستان کے دوران کیا تھا، اور یہ متحد قوم اپنے تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے وطن عزیز میں اسلام کے نظام عدل اجتماعی یعنی نظام خلافت کے قیام کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دے۔ آمین!

دعائے مغفرت کی اپیل

تنظیم اسلامی نیو ملتان کے جواں سال رفیق عبد الصمد ولد محمد اقبال روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین) قارئین ندائے خلافت اور رفقاء تنظیم اسلامی سے بھی اُن کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَادْخِلْهُ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُ حِسَابًا يَّسِيْرًا

(بقیہ: عصری تعلیمی ادارے اور قرآن کی تعلیم)

فرمایا: ”پس قرآن میں خبریں ہیں اُن کی جو تم سے پہلے گزر گئے (یعنی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب، آل فرعون) اور اس میں خبر ہے تم سے بعد والوں کی اور تمہارے درمیان جو مسائل پیدا ہوں قرآن میں ان کا حکم اور فیصلہ موجود ہے۔ وہ قول فیصل ہے، یاوہ گوئی نہیں ہے۔ جو کوئی جابر و سرکش اس کو چھوڑ دے گا اللہ اس کو توڑ کے رکھ دے گا اور جو کوئی ہدایت کو قرآن کے بغیر تلاش کرے گا اس کے حصے میں اللہ کی طرف سے صرف گمراہی آئے گی“۔ (بحوالہ ترمذی شریف) اس حدیث پر غور کریں تو صاف نظر آتا ہے کہ ہمارے معاشرے کی ٹوٹ پھوٹ، انتشار، عدم اتفاق و اتحاد اور باہمی نزاعات کا بنیادی سبب ہی قرآن سے دوری ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو عظیم الشان کامیابی ملی وہ قرآن مجید سے مربوط تعلق کی بنا پر ملی۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

zamirakhtarkhan@yahoo.com

☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ العزیز

”مسجد فاطمہ المعروف جامع القرآن حشمت کالونی نزد دھوبی گھاٹ ہارون آباد“ میں

7تا13/اکتوبر2012ء

مبتدی تربیتی کورس

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

اور

12تا14/اکتوبر2012ء

نقباء و امراء تربیتی و مشاورتی اجتماع

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

ہو رہا ہے۔ اسی طرح

”جامع مسجد الھدیٰ گلی نمبر 24-A، پیپلز کالونی راولپنڈی کینٹ“ میں

7تا13/اکتوبر2012ء

ملتزم تربیتی کورس

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء ان میں شامل ہوں۔ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

برائے رابطہ (ہارون آباد) 0333-6316236/0300-4120723

برائے رابطہ (راولپنڈی): 0333-5382262 / 051-4434438

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت (042)36316638-36366638

0333-4311226/0332-4178275

split, so that each divide became as a great mountain." [26:63]

Who could have imagined such an escape? We may not always see the exodus from a problem. But Allah does, for He is the One who creates it.

Consider also the story of Prophet Yunus ﷺ (Jonah). Trapped in the belly of the whale in the midst of the sea, he still did not lose hope in Allah's mercy. He prayed with unfailing constancy. And from him we learn one of the greatest duaa:

"There is no God but You! Highly exalted are You! Indeed, I was of the wrongdoers!" [21:87]

It is because of his hope, and the deep sincerity of his prayer, that Allah saved him.

"Yet were it not that he was one who highly exalted (God alone), he would have remained in its belly until the Day all are raised up." [37:143-144]

What of our own beloved Prophet Muhammad ﷺ? He walked to the mountain city of at-Taif to bestow them with divine guidance. But its people belied him and ran him out with stones. Allah sent an angel with a question to the Prophet ﷺ: Did he desire to bring at-Taif's twin mountains down upon it? The Prophet ﷺ refused. He had hope that one day they or their children would enter into Islam.

The prophetic narratives of the Quran tell us something vital. In their bleakest hours, the hope of the prophets held unshakable, for they issued directly from mighty faith. Despair is not a Muslim option. Our own woes will never gather the weight of the prophets'. Nor shall our troubles mount to such heights. In that, let us take due comfort.

Think of the nature of night and day. The darkest hour comes just before dawn. So when life looms gloomy, and you feel as though you are groping in total darkness, know that new light lingers just over the near horizon.

داعی رجوع الی القرآن بانی تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل

بیانُ القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

حصہ اول سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرۃ مع تعارفِ قرآن
(چھٹا ایڈیشن) —— صفحات:360، قیمت 450 روپے

حصہ دوم سورۃ آلِ عمران تا سورۃ المائدہ
(چوتھا ایڈیشن) —— صفحات 321، قیمت 400 روپے

حصہ سوم سورۃ الانعام تا سورۃ التوبہ
(دوسرا ایڈیشن) —— صفحات 331، قیمت 400 روپے

حصہ چہارم سورۃ یونس تا سورۃ الکہف
(پہلا ایڈیشن) —— صفحات 394، قیمت 450 روپے

★ عمدہ طباعت ★ دیدہ زیب ٹائٹل اور مضبوط جلد ★ امپورٹڈ پیپر

ملنے کے پتے

انجمن خُدّام القرآن خیبر پختونخوا پشاور
A-18 ناصر مینشن ریلوے روڈ نمبر 2 شعبہ بازار پشاور فون: 2584824,2214495(091)

مکتبہ خُدّام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور فون 3-35869501(042)

تنظیمی اطلاع

حلقہ سکھر کی مقامی تنظیم شاہ پنجو میں نور محمد لاکھیر کا بطور امیر تقرر

مقامی تنظیم شاہ پنجو میں تقرر امیر کے لئے امیر حلقہ سکھر کی جانب سے موصولہ اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 23 اگست 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب نور محمد لاکھیر کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

DESPAIR OF THE MERCY OF ALLAH IS NEVER AN OPTION FOR THE MUSLIM

In a recent Khutbah, I heard Allah's divine name, *Al-Afoo*, The Pardoner, and a very touching qudsi Hadith that exemplified it:

> "A servant (of Allah's) committed a sin and said: O Allah! Forgive me my sin." And Allah said: "My servant has committed a sin and acknowledged he has a Lord who forgives sins and punishes them." Then the man sinned again and said: "O Lord! Forgive me my sin." And Allah said: "My servant has committed a sin and acknowledged he has a Lord who forgives sins and punishes them." Then the man sinned again and said: "O Lord! Forgive me my sin." And Allah said: "My servant has committed a sin and acknowledged he has a Lord who forgives sins and punishes them. (My slave!) Do what you wish, for I have forgiven you!" [Bukhari and Muslim]

This is no free ticket to sin as you please. But it did make me realize we should always have hope that Allah will forgive our sins and guide us to become better Muslims.

How many times have we sat down to count our mistakes and recognized we have sinned so much we cannot even keep track anymore? We think that there is no way Allah can forgive us now. To our minds, we do not even deserve forgiveness.

This shows only the extent of Allah's mercy, which no human mind can even imagine.

> "And do not despair of Allah's mercy. For, most surely, none despairs of Allah's mercy except the disbelieving people." [12:87]

Take note. Hope is no luxury to make our lives better. It is a Muslim obligation, part and parcel of faith.

AT ALL POINTS, HOPE

Having established that we cannot despair of Allah's mercy, we need also to understand that despair, in any form, is not acceptable in a Muslim's life.

When life is at its worst, a sinister feeling in the pit of the stomach --- growing, spreading and inching its way toward your heart --- may threaten to take over. Financial burdens, work woes and relationship troubles look like the pinnacle of all problems. How will we recover from excessive debt, a layoff or divorce? The future stares back, bereft of hope and looks pretty ugly. The temptation to give up grows strong, and bed seems a nice place to lie down for a long time (covers overhead!) thinking about nothing at all.

Despair has set in. And its downhill from there, unless something is done quickly to free us from it. So here are some stories to keep that despair at bay.

CHRONICLES OF HOPE

Among the very best hope narratives is the Quran's account of Prophet Musa ﷺ (Moses). What could be more distressing than an enemy army hot on your heels with nothing but sea in front of you?

> "Then when the two multitudes saw each other, Moses' companions said: "Indeed, we are most surely overtaken". (Moses) said: "No, indeed! Most surely, my Lord is with me! He will guide me!" [26:61-62]

In the same dramatic straits, most of us would succumb to feelings of utter helplessness. Our hearts would see no purpose in even "the hope" for a way out. Yet all along it was there, with Allah. He told Prophet Moses:

> "Strike the sea with your staff! Thus it